سوانح و افکار

امامِ صحافت ناسخ سیفی

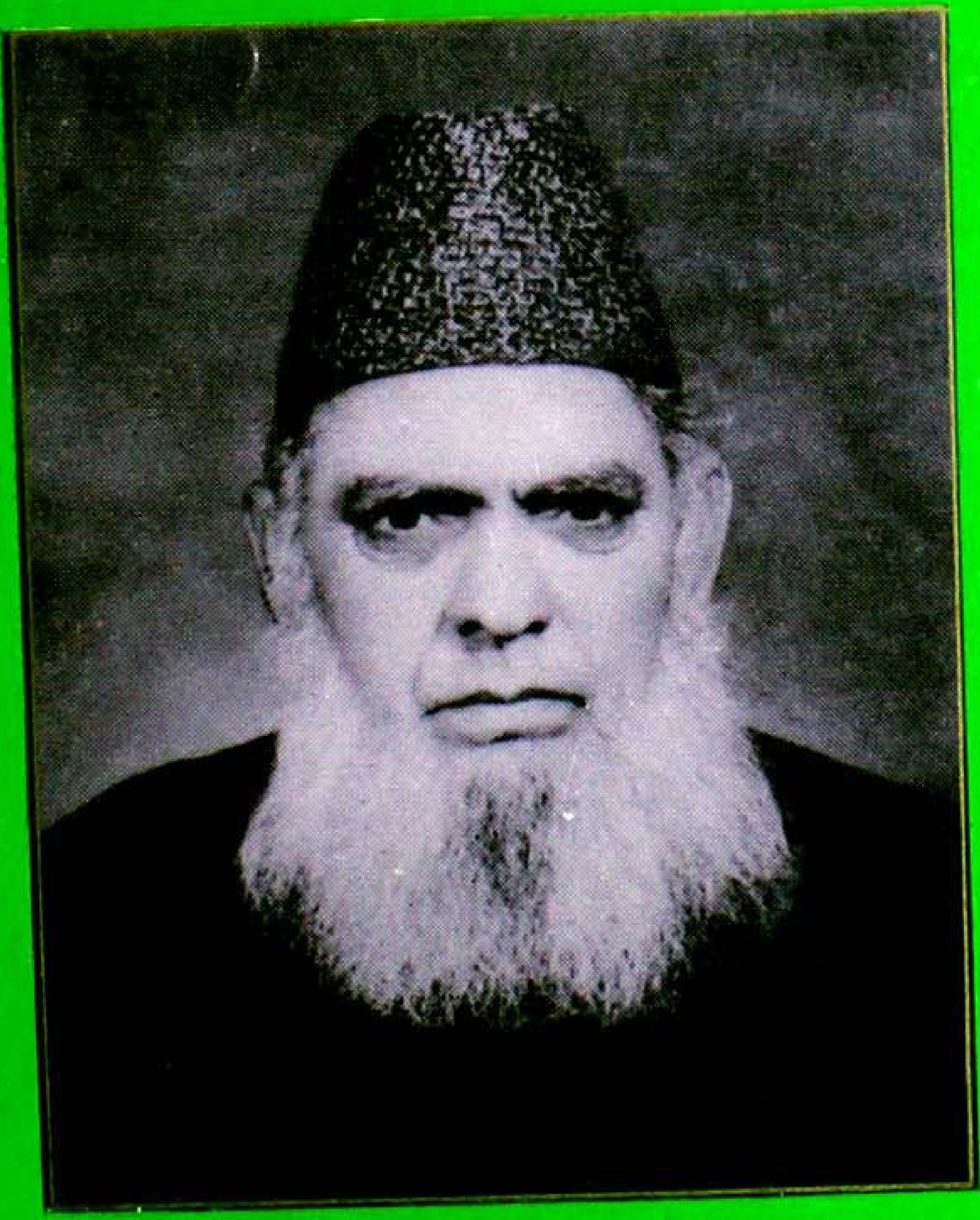

خلیق الرحمٰن سیفی

3942

Marfat.com

29-1-2003

Marfat.com

سوانح و افکار

امامِ صحافت ناسخ سیفیؒ

خلیق الرحمٰن سیفی

Marfat.com

87206

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ناشر :- سعادت پبلی کیشنز

طابع :- توفیق الرحمن

مطبع :- سعادت آرٹ پریس فیصل آباد

تعداد :- ایک ہزار

قیمت :- ۴۰/- روپے

ملنے کا پتہ

سعادت پبلی کیشنز

سیکنڈ فلور فیصل بلڈنگ کوپر روڈ لاہور

فون نمبر ۳۱۰۵۸۰ / ۳۱۰۶۰۹ ، پوسٹ بکس نمبر ۱۶۵۴

گلستان مارکیٹ ریلوے روڈ فیصل آباد

فون نمبر ۲۴۸۵۷ / ۲۲۲۰۴ ، پوسٹ بکس نمبر ۸۵

Marfat.com

3962

انتساب

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نام جن کے فرمان کے تحت مرحوم ناسخ سیفی نے سعادت کا اجراء کیا اور علاقائی صحافت اور مسلم قوم پرستی کی تحریک کو ایک ہمہ گیر شکل عطاء کی -

خلیق الرحمٰن سیفی

۱۵- جولائی ۱۹۸۸ء

Marfat.com

ابتدائیہ

یہ دنیا فانی ہے اور یہاں ہر شخص کو بالآخر موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اجل کے سامنے کسی بھی انسان کا کوئی زور نہیں ہے۔ جس کے نصیب میں جتنے سانس لینا لکھے ہیں وہ اُسے بہر حال پورا کرنے کے بعد اپنی حقیقی منزل کی طرف گامزن ہونا ہے۔

میرے والد محترم جناب ناسخ سیفی جو کہ ۷ رجولائی ۱۹۸۴ء کی صبح کو ہمیں اپنی شفقت سے محروم کر کے چپکے سے ہمیشہ کے لیے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کل تک جو عظیم ہستی باپ کی حیثیت سے ہم پر اپنا شفیق سایہ کیے ہوئے تھی آج ان کو مرحوم لکھتے ہوئے میرے ہاتھ لرز رہے ہیں ان کا پُر وقار نورانی باریش چہرہ اور شیریں آواز کانوں میں روزمرہ زندگی کی طرح اب بھی سنائی دیتی ہے اور جب تک ان کی یادگار اور وہ لوگ موجود ہیں جو والدِ محترم کی خصوصی توجہ سے استفادہ حاصل کرتے رہے وہ زندہ رہیں گے کیونکہ جس انسان کے سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد جاننے والے ہوں وہ انسان مر نہیں سکتا۔ ایسے لوگ دنیا میں امر ہو جاتے ہیں جو ذاتی مفاد کی بجائے ہمیشہ اجتماعی مفاد کو ترجیح دیتے رہے ہوں آج ان کی باتوں کی مٹھاس خلوص، ہمدردی اور نصیحتوں کی یاد شدت سے میرے دل میں تلاطم کی طرح مچل رہی ہے لیکن وہ بے خبر منوں مٹی کے تلے ابدی نیند سو رہے ہیں۔

وہ میرے والدِ محترم ہی نہیں ایک محسن اور شفیق دوست بھی تھے انہوں نے ہمیشہ مجھے پیار اور ہمدردی سے دنیا کے نشیب و فراز سے ایک حقیقی دوست کی طرح باخبر رکھا مجھے متعدد بار والدِ محترم کے ساتھ سفر کرنے کا بھی شرف حاصل رہا ہے اور انہوں نے ہمیشہ مجھے دوران سفر اپنی کٹھن اور تلخ جدّوجہد زندگی کے حالات و

Marfat.com

واقعات سنائے تاکہ مجھ میں بھی سنگین حالات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ اور ہمت پیدا ہو۔ انہوں نے جس طرح نامساعد حالات میں اپنی عملی زندگی کا آغاز اور بعد ازیں ان تھک محنت کے ذریعے اپنا مقام بنایا۔ وہ نہ صرف میرے لیے بلکہ ہم سب بہن بھائیوں کے لیے مشعل راہ ہے انہوں نے قیام پاکستان سے قبل اپنی زندگی کا مشن اسلامی مملکت پاکستان کی صورت میں حاصل کرنے کا متعین کیا اور اس کے لیے انہوں نے جدّوجہد آزادی حاصل کرنے والے ہراول دستے کے ساتھ مل کر اور بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں ان کی خدمات کا اعتراف (۱) قائداعظم لائبریری (۲) اقبال۔ قائداعظم اور پاکستان کے عنوان سے شائع ہونے والی کتب میں تفصیل کے ساتھ علاوہ ازیں سرکاری اور تاریخی ریکارڈ میں ذکر موجود ہے قیام پاکستان کے بعد انہوں نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور ملکی استحکام کے لیے خود کو وقف کر دیا نظریہ پاکستان کے وہ پُرجوش حامی اور مبلغ تھے ان کی جاندار مثبت اور صاف ستھری تحریروں سے ان کے نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام کے زبردست حامی و مویّد ہونے کا بخوبی ثبوت ملتا ہے انہوں نے اخبار کو پاکستان کے اساسی مقاصد کے حصول کی جدّوجہد کے لیے وقف کر رکھا تھا وہ ایک سچے عاشق رسولؐ تھے۔ پاکستان میں انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے نظامِ مصطفیٰ کی اصلاح کا پرچم سب سے پہلے بلند کیا۔ ہر اخبار نویس شہرت کا آرزومند ہوتا ہے لیکن والدِ محترم اس آرزو سے بھی بالاتھے جب تک ان کا قلم جنبش میں رہا وہ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے خلاف لڑتے رہے زندگی کے آخری ایام میں شدید علالت کے باعث زندگی اور موت

Marfat.com

کی جنگ لڑتے رہے انہوں نے زبردست تکالیف کے باوجود اپنی طویل بیماری کے دوران کبھی بھی اپنے چہرے سے ناگواری یا مایوسی کا احساس نہ ہونے دیا علالت نے اگرچہ ان کو بے حد کمزور کر دیا تھا لیکن دورانِ بیماری ملنے والے دوست احباب ان کے شگفتہ غم و فکر اور تکلیف کے احساس سے بے نیاز چہرے کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔

والد محترم کے دوستوں سے میں نے سنا کہ وہ تحریک پاکستان کے دوران بہت جوشیلی تقاریر کیا کرتے تھے وہ ایک شعلہ بیان مقرر تھے لیکن بیماری کے آخری چھ سات ماہ میں ان کی قوت گویائی بھی جاتی رہی آزادی کے حصول کے لیے جوشیلی تقاریر کرنے والی زبان اور لب اب خاموش تھے لیکن اس پر انہوں نے خدا سے گلہ شکوہ نہیں کیا علالت کے دوران انہوں نے اپنے ہر سانس کے ساتھ خدا کو یاد کیا صابر ہونے کے ساتھ خاموش طبع بھی تھے انہوں نے آخری دنوں میں بھی ہمت نہ ہاری اور ہاتھ کے اشاروں سے بات سمجھنے کی سعی کرتے رہے۔

میرے والد محترم نے بغیر کسی لالچ کے بے لوث جذبے کے تحت ملک و ملت کے لیے خدمات سرانجام دیں انکا دامن آئینے کی طرح شفاف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی شخص ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا کہ جس سے ان کی کردار کشی ہوتی ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آج ان کے دوست احباب سبھی والدِ محترم کے بے داغ کردار کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں میں اکثر اوقات والد صاحب سے مذاقاً یہ بات کہہ دیا کرتا تھا کہ آپ نے اپنی آخرت سنوار لی لیکن ہماری دنیاوی زندگی خراب کی تو وہ صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔ لیکن آج مجھے احساس ہوا ہے کہ ان کا

Marfat.com

ضمیر اور کردار بے داغ تھا تو آج دنیا ان کو عزت اور احترام سے یاد کر رہی ہے، والد محترم نے صحافت کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا شب و روز اس کے ہو رہے انہیں متعدد بار روپے اور جائیداد کی بھی پیش کش ہوئی مگر انہوں نے کسی بھی "آفر" کو قبول نہ کیا بلکہ اپنے خونِ جگر ایثار اور ان تھک جدوجہد کے جذبے کے تحت آخری دم تک اپنے سُنّی مسلک نظریئے اور مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے والد محترم کو جب لاہور میں ۱۹۷۹ء میں پہلی بار فالج کا حملہ ہوا تو صحت یاب ہونے کے فوراً بعد انہوں نے مجھے فیصل آباد سے لاہور بلایا اور یہ کہتے ہوئے کہ اب مجھے زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اخبار کا ڈیکلریشن میرے نام منتقل کرا دیا اور یوں میرے ناتواں کندھوں پر انہوں نے قبل از وقت گراں ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا میں کم عمری اور ناتجربہ کاری کے باعث اخبار کا انتظام چلانے سے جب کبھی گھبراتا تو والد محترم نہ صرف میری ڈھارس بندھاتے بلکہ حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ بھرپور رہنمائی بھی کرتے ان کی شفقت پیار اور محبت کے باعث آج اگرچہ میں اخبار کا انتظام چلانے کے قابل ہو چکا ہوں لیکن میں آج ان کی بے وقت موت کے بعد ان کے قیمتی مشوروں رہنمائی ہمدردی پُرخلوص پیار اور دعاؤں سے محروم ہو گیا ہوں ان کا برسوں کا ساتھ معاً چھوٹ جانا میرے لیے انتہائی کرب کا باعث ہے ان کی کمی میں زندگی بھر شدت سے محسوس کرتا رہوں گا ان کی جب بھی یاد آتی ہے تو دل شدت سے رونے لگتا ہے اور مجھے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ہم سب بہن بھائیوں کے سر پر ایک شفیق باپ کی صورت میں سائبان تھا جس نے ہمیں دنیا کے حوادث سے تحفظ دے رکھا تھا لیکن آج یہ سائبان ہمارے سروں سے اٹھ چکا ہے اور والد محترم ہمیں زمانے کے سنگین حالات

Marfat.com

سے تنہا مقابلہ کرنے کے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

زندگی کے آخری تین سال انہوں نے لاہور سے منتقل ہو کر فیصل آباد بسر کیے اس دوران وہ وقتاً فوقتاً لاہور آتے رہے لیکن وہ دفتری امور میں بہت کم دخل دیا کرتے تھے صرف حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری دیتے اور اپنے دوستوں سے مل کر واپس فیصل آباد چلے جایا کرتے۔ فیصل آباد سے اکثر اوقات مجھے خطوط کے ذریعے ہدایات اور نصیحتیں کرتے رہتے تھے ان کے بیشتر تحریری خطوط آج میرے پاس موجود ہیں جو کہ میرے لیے انمول چیز کا درجہ رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں زندگی میں کبھی بھی مایوس یا غمگین نہیں دیکھا بلکہ وہ کٹھن سے کٹھن حالات کا بھی مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے رہے۔

آج جب کہ والد محترم ہمارے پاس موجود نہیں لیکن ان کا چھوڑا ہوا اکلوتا ورثہ اخبار "سعادت" کی شکل میں موجود ہے۔ میں خدا تعالےٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے اور میرے سب بھائیوں کو اتحاد و اتفاق کے ساتھ والد محترم کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خلیق الرحمٰن سیفی

Marfat.com

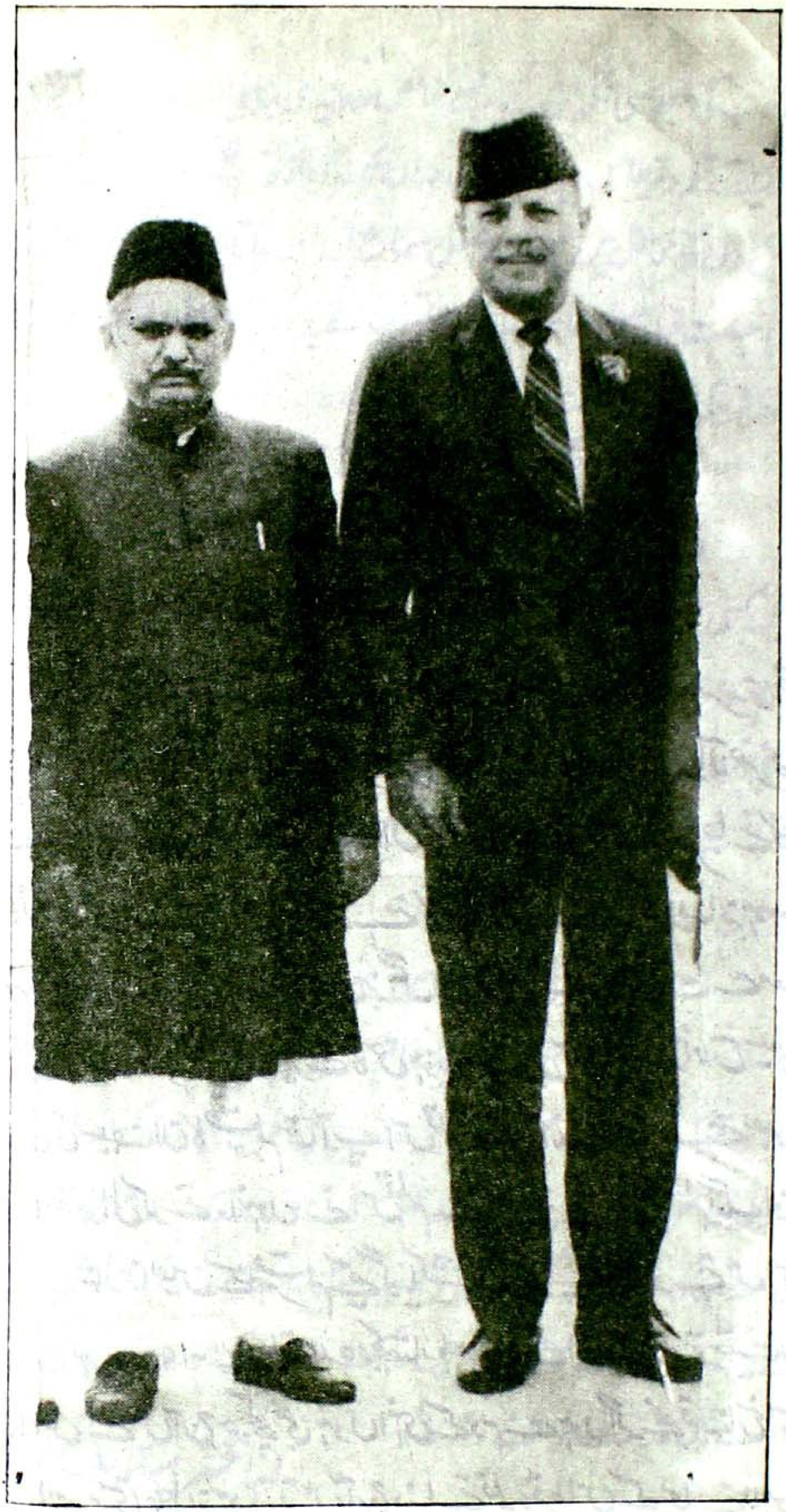

ناسخ سیفیؒ کی مرحوم صدر ایوب خان کے ساتھ یادگار تصویر

Marfat.com

سخنہائے گفتنی

برادرِ محترم امام صحافت سرخیلِ کاروانِ حرّیت منبعِ سعادتِ سرمدی قبلہ الحاج ناسخ سیفی صاحب مجھ سے عمر بھر ساتھ دینے کا عہد لے کر بالآخر مجھ سے بہت جلد اچانک بچھڑ گئے اگر مجھے ان کا اس طرح اچانک بچھڑ جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں بھی ان سے عمر بھر ساتھ رہنے کا عہد ضرور لے لیتا مگر ایسا نہ ہو سکا اگر انہوں نے عہد کیا بھی ہوتا تو انہیں بزرگ اور بڑا ہونے کی حیثیت سے معاہدہ پر کسی بھی وقت خطِ تنسیخ پھیرنے کا حق ہوتا ویسے بھی آپ حقیقتاً ناسخ سیفی تھے اس ناسخ کی سیف ان کا قلم تھا آپ اس قلم کو جس انداز سے چاہتے بصورتِ سیف استعمال کرتے۔ انہوں نے اس قلم سے نظریۂ پاکستان مسلم لیگ اور مسلکِ حقّہ کے بے شمار مخالفین کے سر قلم کیے گویا کشتوں کے پشتے لگا دیئے میں اس سیف زنی کے جوہر ۱۹۴۴ء سے باقاعدہ دیکھتا رہا ہوں مجھے ان کے زیرِ تربیت رہنے کا فخر حاصل ہے میں آج جو کچھ بھی ہوں انہی کے دم سے ہوں اگر مجھے قبلہ ناسخ سیفی صاحب کی سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو میں آج دنیائے قلم و قرطاس کے بجائے لاہور کے کسی گوشہ میں دنیائے آواز و آہنگ میں "سدیدی آرٹ پروڈکشن" آباد کیے ہوتا قبلہ

Marfat.com

سیفی صاحب کی خصوصی نگرانی نے مجھے خالص سدیدی بنا دیا اور اب اللہ کے فضل و کرم سے دنیائے قلم و قرطاس ہے اور میں جہاں تک آواز و آہنگ کے ذوق کا تعلق ہے وہ اہلِ دل کی محافل میں بصورتِ محفلِ سماع پورا ہو جاتا ہے۔ مجھے یقین تھا میرا انجام حیات قبلہ سیفی صاحب کے ہاتھوں طے پائے گا۔ دل صدمات سے دل نہیں رہا بلکہ زخم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

میرے زخمِ جگر کو دیکھ کر جراح یوں بولے
لگائیں کس جگہ مرہم بھریں کس کس جگہ ٹانکہ

اس عالم میں کسی بھی لمحہ میرا آخری ہچکی سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ قبلہ سیفی صاحب کی صحت ہمیشہ قابلِ رشک رہی یہاں تک کہ بیماری کے دوران بلکہ آخری روز تک ان کا چہرہ نور طمانیت سے منوّر رہا عیادت کو آنے والا ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہوتا تھا کہ قبلہ سیفی صاحب یقیناً شفا پائیں گے میں خود اسی فریب میں مبتلا رہا اور اس طرح ؎

موت کو بھول گیا دیکھ کے جینے کی بہار
دل نے پیشِ نظر انجام کو رہنے نہ دیا

آخر یہی ہوا ۷ جولائی کی صبح قبلہ سیفی صاحب کی آخری ہچکی ان کی ابدی زندگی کا عنوان اوّل و آخر بن گئی۔ میں اس وقت قبلہ سیفی صاحب کے پاس موجود تھا۔ قبلہ سیفی صاحب کی ابدی زندگی کا از سرِ نو آغاز ہو گیا۔ اب میں کس منزل پر ہوں میں اسے نوکِ قلم پہ لانے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ خدا ان کی موت کے صدقے میری عاقبت بھی درست فرمائے (آمین)

(اختر سدیدی)

Marfat.com

سوانح و افکار

ناسخ سیفی

امام علاقائی صحافت اور

مسلم قوم پرستی کے علمبردار

قیام پاکستان کی تحریک میں یوں تو بڑے گمنام مجاہد رہے ہوں گے مگر بعض سرکردہ شخصیات ایسی بھی ہیں جو کہ مخصوص علاقوں اور گروہوں سے اپنی وابستگی کے باوجود قومی سیاست کے دھارے میں اپنا ایک خاص مقام نام اور کام مشخص کر لیتے ہیں لیکن ہماری قومی اور مذہبی سیاسی جماعتوں نے ایسے ادارے ابھی تک قائم ہی نہیں کیے جو اس عوامی شناخت کو ایک بامقصد روپ عطا کر سکیں اس تساہل اور غفلتِ مجرمانہ کا شکار شخصیات اور ادارت ہی نہیں مثبت قومی جذبے اور تعمیری رجحانات کی اکائیاں بھی ہوئی ہیں۔

چنانچہ یہ کوئی راز نہیں ہے کہ برصغیر ہند و پاک میں علاقائی اسلامی اور مسلم قومی صحافت کے امام اور صحت مند مسلم قوم پرستانہ صحافت کے سرخیل اور روح رواں اور سرکردہ علمبردار بابائے صحافت حضرت ملک امام بخش ناسخ سیفی مرحوم کی چوتھی برسی ان کے آبائی شہر کمالیہ میں سات جولائی کو منائی گئی یہ عمل جوں کا توں نہ جانے کب تک جاری و ساری رہے گا۔

بابائے صحافت اور مسلم قومیت کے علاوہ تحریک سنیت کے والا و شیدا

Marfat.com

اور پاکستان مسلم لیگ کی تحریک کے سرخیل دانشور عظیم قائد حضرت ناسخ سیفی ؒ کی خدمات اور بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح ؒ اور ان کی جماعت مسلم لیگ نیز تحریکِ قیام پاکستان سے ان کی گہری وابستگی مرتے دم تک قائم رہی۔ انہوں نے تحریکِ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظریہ پاکستان کی واحد اور حقیقی اساس و بنیاد بنانے کے لیے علاقائی صحافت کے علاوہ قومی مزاجِ صحافت و سیاست کو بھی نیا انقلابی موڑ اور مُثبت جہات سے آشنا کرایا وہ ایک خاص صاحبِ طرز ادیب و صحافی اور اپنی منفردانہ بُود و باش کے فقیر منش اور درویش طبع انسان تھے انہوں نے "بے لوث" کی اصطلاح کو اپنی ذات اور استغنائے طبیعت سے ایک شناخت حوالہ اور نیا انداز ہی نہیں مستقل نام بھی عطا کیا ہے وہ ہمیشہ بامقصد تعمیری صاف ستھری اور اسلام پسند مسلم قوم پرستی کی سوچی سمجھی ڈگر پہ کسی نفع لالچ یا خوف کی پرواہ کیے بغیر ثابت قدمی اور کمال درجے کی پامردانہ انتہا پسندانہ اسلامی اولوالعزمی سے قائم رہے ان کے پائے ثبات و استقلال میں کبھی بھی کوئی لغزش نہ آئی انہوں نے ہندو انگریز اور مسلمان سرمایہ داروں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہ کیا اور تنِ تنہا تحریکِ پاکستان کی جدوجہد کرتے رہے حتیٰ کہ قائد اعظم محمد علی جناح ؒ نے (لائل پور) فیصل آباد میں نواب سعادت علی خان کی رہائش گاہ پر خود بنفسِ نفیس ملاقات کر کے علاقائی مسلم صحافت کو قوم پرستی کے فروغ و احیاء کے لیے ایک سرگرم مسلسل و مستقل مثبت تعمیری تحریک کی حقیقی شکل میں معروضی دوام عطا کرنے کی ترغیب دی اور ہر قسم کے تعاون کا یقین بھی دلایا کیونکہ قائد اعظم ہندو پریس سے بے حد خوف زدہ تھے اور وہ مسلم پریس کو بڑے شہروں کی بجائے ہمہ گیر علاقائی صحافت سے

Marfat.com

مربوط دیکھنا چاہتے تھے مرحوم سیفی صاحب نے کوفے میں اذان دی، اور سنگلاخ زمین پر ہل چلا کر صحافت کی آبیاری اور دو قومی نظریہ کی خدمت کی انہوں نے اپنے قلم و قرطاس نیز جان جسم ضمیر اور دماغ ہر توانائی اور ذریعے یا دسیلے کو قیام پاکستان کی تحریک کامیاب ہونے کے بعد بھی مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان سے عوام الناس اور نوجوان نسل کو مسلسل متعارف کرانے کے علاوہ نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل اور حقیقی فوری نفاذ کرانے نیز اسلام کی حقیقی شورائیت کے مغربی اور سیکولر جمہوریت کو تابع یا مشروط کرانے کی خاطر بھی سخت جدوجہد کی اور مرتے دم تک کسی کردار ساز ابن الوقت چاپلوس مصلحت پسند کا ساتھ نہیں دیا۔ انہوں نے جس طرح قیام پاکستان سے قبل قرار دادِ لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء منظور ہونے سے قبل اپنے افکار و تجاویز نیز رشحاتِ قلم کے ذریعے ایک بہتر مقصد کے حصول کی خاطر رہنما اصولوں کی تیاری میں معاونت کی تھی۔ بعینہٖ پاکستان بن جانے کے بعد بھی سیفی صاحب نے اسلامی شورائیت کو نظریۂ پاکستان کا حقیقی نصب العین اور بنیاد ثابت کرنے کے لیے بھی ہر محاذ پر کھلی جنگ جاری رکھی تھی۔ وہ اگرچہ احرار خاکسار اور کانگرسی مُلّاؤں کے ٹولے اور کمیونسٹوں کے سخت مخالف تھے مگر مسلم لیگ میں قادیانیوں کی شمولیت کے بھی سخت مخالف تھے انہوں نے سر ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ پاکستان بنانے کی سخت مخالفت کی اور تحریک تحفظِ ختم نبوّت کی حمایت بھی کھل کر کی تھی وہ جماعتِ اسلامی کو ملّتِ اسلامیہ کا ناسور اور قادیانیوں کو صیہونیت کے فروغ کا وسیلہ اور عالمِ اسلام کا غدّار تصور کرتے تھے۔ آج وہ ملک و قوم سے جدا ہو کر جبکہ خالقِ حقیقی کے پاس جا پہنچے ہوئے ہیں مگر بایں ہمہ ان کے مشن کی صداقت اور مقصد کی تابندگی چار سو پھیلی ہوئی

Marfat.com

ہے ان کا لگایا ہوا پودا سعادت اب مزید مضبوط و تناور درخت بن کر برگ و بار لا رہا ہے سعادت کا فیصل آباد میں نیا دفتر اور شیخوپورہ سے ہفت روزہ یقین کا اجراء نیز لاہور میں دفتر سعادت اور پریس کے لیے جگہ کا مخصوص کیا جانا وہ معدودے چند نمایاں کامیابیاں ہیں جو کہ حالات کی تمام تر نامساعدت اور ناسازگاریوں اور حکومت کی طرف سے مناسب ضروری اور معقول حد تک کما حقہٗ حوصلہ افزائی اور تعاون کی عدم موجودگی میں حاصل کی گئی ہیں۔ اُن کے نظریاتی و سیاسی مشن کو آگے بڑھانے اور طے شدہ نصب العین یعنی نفاذ و قیامِ شریعتِ محمدیؐ کے سلسلے میں خارجی و داخلی دشمنوں کے خلاف جدوجہد کی پالیسی آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی یہی چلن جوں کا توں جاری و ساری رہے گا۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی شورائیت اور نفاذِ شریعت اسلامیہ کے سلسلے میں جو بھی نمایاں اقدامات کیے اور جس انداز سے کسی بھی سطح تک پیش رفت نظامِ مصطفیٰؐ کے قیام کی خاطر یقینی بنانے کی سعی خیر مشکور کی ہے اس کی سیفی صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آج بھی سعادت بے لوث انداز سے ہر قسم کی حمایت اور معاونت میں اپنا سرخیلی تاریخی کردار ادا کر رہا ہے مگر مقامِ افسوس و استعجاب تو یہ بات ہے کہ آج تک تائیدِ صحافت اور علاقائی قوم پرستانہ مسلم صحافت کے قافلہ سالار ناسخ سیفی کی خدمات اور قومی تحریک میں ان کے مثبت تعمیری اور دوٹوک والہانہ نیز تاریخی کردار کا اعتراف تک سرکاری طور پر نہیں کیا جا سکا ہے نہ تو سابق مسلم لیگی ہر دل وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو کی مسلم لیگی حکومت نے یہ کام کیا اور نہ ہی ماضی کی کسی بھی حکومت نے اس کا کوئی اعتراف حقیقت کرتے ہوئے اسے عملی صورت گری عطا کی

Marfat.com

ہے استعجاب و ملامت کے قابل یہ سوہانِ روح حقیقت ہے کہ شاتم و گستاخ رسول اور دشمنان اسلام و توحید نیز مخالفین ختمِ نبوت مرتدین کو تو یہاں اعزازات نیز انعام و اکرام سے ہر دور میں نوازا جاتا رہا ہے۔ مگر تحریکِ پاکستان مسلم لیگ نظریہ پاکستان اور قائدِ پاکستان محمد علی جناح ؒ کے بے فنا فی الوجود ہو جانے والے اس صدی کے سرکردہ اخبار نویس کو کسی بھی سول فوجی اعزاز سے تاحال مزین اور بہرہ ور نہیں کیا جا سکا ہے حالانکہ صرف اور صرف یہی وہ سینہ ہے جس پہ کوئی بھی خطاب یا اعزاز آویزاں ہو کر اسم بامسمیٰ ہو سکتا تھا۔ ساندل بار کے عظیم فرزند نا سخ سیفی کا تذکرہ فیصل آباد کے ہر گلی کوچے میں بکھرا پڑا ہے چنانچہ ایک دانشور پروفیسر افتخار احمد چشتی نے اپنی یادداشتوں کے خزانے کو یکجا کرتے ہوئے مرحوم سیفی صاحب کا ذکر یوں کیا ہے کہ:-

ساندل بار کے قدیم و عظیم گورنمنٹ کالج کے وسیع و عریض گھاس کے میدان میں ایک کونہ میں اسلامیات کی ایک کلاس لیے بیٹھا تھا لیکچر ختم ہوا تو میں نے حسبِ معمول طلباء سے عزیز سے سوالات کے لیے کہا۔ ایک عزیزِ محترم نے جناب شورش کاشمیری کے بارے میں کوئی گستاخانہ کلمہ کہہ دیا۔ میں نے کہا بیٹے کوئی انسان بھی مکمل نہیں ہے۔ کامل و مکمل تو صرف ایک ذات بابرکات ہے اور وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ باقی ہر انسان میں خوبیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی۔ میرے عزیز اپنی خامیوں پر نظر رکھا کرو۔ اور دوسروں کی خوبیوں پر، ہمیں یہی سبق دیا گیا ہے اور میرے عزیز یہ بھی یاد رکھو کہ جب شورش کاشمیری فوت ہو گیا تو تمہارے پاس دوسرا شورش کاشمیری نہیں ہے اور جب خدا نخواستہ جناب خلیق قریشی فوت ہو

Marfat.com

گئے تو تمہارے پاس دوسرا خلیق قریشی نہیں ہے"۔

اس وقت شورش کاشمیری بھی زندہ تھے اور میرے نہایت ہی پیارے دوست بھائی اور رفیق خلیق قریشی بھی زندہ تھے آخر ایک دن آیا کہ خلیق قریشی بھی "تنکلوں اور تکلیفوں"، کے اس شہر (فیصل آباد) کے بارے میں خلیق مرحوم کا عطا کردہ لقب، کو چھوڑ کر اس شہرِ خموشاں میں جا بسے جہاں سے پھر کوئی واپس نہیں آیا۔ سانڈل بار کے چار ستون جناب خلیق قریشی صاحب جناب ریاست علی آزاد صاحب، جناب شاہ محمد عزیز صاحب اور اب جناب ناسخ سیفی صاحب یکے بعد دیگرے اپنا اپنا منفرد رول ادا کرنے کے بعد اس دارِ فنا سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است، کے مطابق ہر شخصیت کا اپنا ایک منفرد کردار ہے جناب ناسخ سیفی مرحوم و مغفور سے بھی برسوں سے مراسم تھے انہیں رخصت کرتے وقت بھی طبیعت قابو میں نہ تھی اور اب ان کی یاد ہر وقت میٹھا میٹھا درد دیتی رہتی ہے عجیب پُرکشش شخصیت تھی ظاہر بھی خوبصورت اور باطن بھی اگرچہ باطن کی اصل گواہی تو کوئی نہیں دے سکتا۔ مگر پھر بھی جب کوئی کسی کو قریب سے دیکھتا ہے تو یہ قرب باطن پر بھی کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالتا ہے مرحوم اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے، اولیاء اللہ کی خدمت و تعظیم کے لیے کمربستہ، پاکستان اور ملت اسلامیہ کی ترجمانی کے لیے ہمہ وقت مصروف صوم وصلوٰۃ کے علاوہ اوراد و وظائف کا پابند، مطالعہ کے شائق، نیک صحبت کے متلاشی، نظام اسلام کے شیدائی' پاکستان کی زندگی کے ہر شعبہ کو اسلامی دیکھنے کے مشتاق، نقائص کی نشاندہی کرنیوالے

Marfat.com

حق گو اور بے باک، مصائب و مشکلات کو پسِ پشت ڈال دینے والے۔ دن کے وقت ادارت کے ڈیسک پر بیٹھ کر گرمی سردی کی پرواہ کیے بغیر اداریئے لکھنے والے اور رات کو مصلّے کی پشت پر بیٹھ کر آنسوؤں کی لڑیاں پرونے والے، غرضیکہ کیا کیا خوبیاں تھیں اس جانے والے میں۔ میں سب ایک ایک کر کے گنوا نہیں سکتا۔ مسلمان وہ ہے جس کی زندگی کا مقصد اسلام کی خدمت ہو، صحافت ہو یا سیاست یا حکومت اگر اسلام کے لیے ہے تو برحق ورنہ دنیا میں اور ہزاروں صحافی اور سیاسی حضرات موجود ہیں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

۱۔ سرود و شعر و سیاست، کتاب و دین و ہنر
گہر ہیں ان کی گرہ میں تمام یک دانہ

۲۔ ضمیر بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے فرشتوں سے ان کا کاشانہ

۳۔ اگر خودی کی حفاظت کریں نوعینِ حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسوں و فسانہ

الحمدللہ کہ قیام پاکستان اور قیام پاکستان کے بعد ایسے صحافی موجود تھے اور موجود ہیں۔ جن کا قلم محض اسلام کی سربلندی کے لیے وقف تھا اور وقف ہے جناب ناسخ سیفی صاحب مرحوم بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

بہ آں گروہ کہ از بادۂ وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

جہاد افضل ترین عبادت ہے اور جہاد میں اکبر جہاد، جہاد بالنفس ہے

Marfat.com

ناسخ سیفی ؒ کی سعودی شاہی خاندان کی ایک اہم شخصیت جمیل حجلان کے ہمراہ یادگار تصویر

Marfat.com

اور ایسی ہی ایک قسم جہاد بالقلم ہے۔ جناب سیفی صاحب مجاہدین کی اس اولین صف کے ایک معزز کارکن اور راہ نما تھے۔ انہوں نے حضرت قائد اعظمؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ کے حکم پر اس وقت لبیک کہا۔ جب لوگ پاکستان کا نام لینے سے ڈرتے تھے۔ ان مہاجرین کا درجہ سب سے بڑا ہے جنہوں نے اولین دور میں ہجرت کی جب ابھی اسلام کی کامیابی کا یقین نہیں تھا پھر جب صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے بعد لوگ فوج در فوج داخل اسلام ہوئے تو ان کا درجہ پہلے اصحاب کا درجہ نہیں تھا۔

تحریک پاکستان میں جن راہ نماؤں اور کارکنوں نے ابتدا ہی سے جہاد کیا وہ قابل قدر ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد تو پھر سب ہی اس دائرہ میں داخل ہو گئے جناب سیفی صاحب مرحوم تحریک پاکستان کے دورِ اوّل کے مجاہد تھے جنہوں نے کمالیہ، لائلپور، فیصل آباد اور لاہور سے اپنا قلمی جہاد اس وقت جاری رکھا جب تک ہاتھ کام کرتا رہا۔ اپنے دفتر میں اداریہ لکھتے لکھتے ہی ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا جس میں وہ طویل علالت کاٹنے کے بعد آخر اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے۔

مرحوم حضورؐ سے سچی محبت کرنے والے تھے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت کرنے والے ہیں اولیاء اللہ سے بلند عقیدت رکھتے تھے علمائے حق سے محبت کرتے تھے انہوں نے اپنے اخبار کو اسلام، پاکستان، نظامِ مصطفےٰؐ، اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ مالی مفادات حاصل کرنے کی خواہش نہ تھی۔ صرف اسلام کے مقدس مشن کو آگے بڑھانے کی آرزو تھی۔ جس کے لیے دن رات مصروفِ عمل رہتے تھے ذاتی مفادات کی تکمیل سے

Marfat.com

انہوں نے اپنے دامنِ صحافت کو کبھی داغدار نہیں ہونے دیا۔

اس احقر العباد سے بھی بہت عقیدت رکھتے تھے۔ ہم بارہا سعادت کے دفتر میں جناب تاج دین بٹ صاحب کے ادارہ میں اور اس خاکسار کے غریب خانہ پر اکٹھے بیٹھتے، دنیا و جہان کی باتیں کیں۔ چائے کے دور چلے، اولیاء اللہ کے تذکرے ہوئے پاکستان کو دیس مصطفوی بنانے کے طریقوں پر تبادلہ خیالات کیے۔ ایک دفعہ ہم سب دوست حضرت داتا گنج بخش ؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر تھے۔ بٹ صاحب نے مجھے صدر بنا کر بٹھایا مگر جو آتا جناب سیفی صاحب کو سلام کرتا اور ان کے ہاتھ چومتا کہ وہی اس محفل میں سب سے بزرگ اور پُرکشش شخصیّت نظر آتے تھے اور مجھے اس حال میں قلبی خوشی ہو رہی تھی مجھے ان سے واقعی محبت تھی۔ میں دل سے ان کی قدر کرتا ہوں اور ہر وقت انہیں یاد کرتا ہوں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی بے پایاں مغفرت عطا فرمائے حضور نبی کریم ؐ کی شفاعت انہیں نصیب ہو اور اولیاء اللہ کی دعائیں ان کے شامل ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے فرزندان و عزیزان و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ وہ مرحوم کے مقدس مشن کو اسی خلوص کے ساتھ جاری رکھ سکیں میں اپنے عزیز محترم اور برادر عزیز جناب سدیدی صاحب کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں مرحوم کا صحیح جانشین بنائے اور ادارہ کی سرپرستی کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

روزنامہ سعادت کی پچاس سالہ سیاسی سماجی تعلیمی دینی ملکی ملی علمی ادبی اور صحافتی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور ہماری ملکی و ملی تاریخ کا ذریں باب ہیں۔

Marfat.com

یہ ملک اللہ تعالےٰ کا احسان عظیم ہے اور اس کے بنانے میں جنہوں نے حصہ لیا وہ قابل قدر ہیں اور ہمارے محسن ہیں اسی قافلہ میں ایک درویش بھی تھا جو بظاہر آج دنیا میں موجود نہیں مگر جب تک "سعادت" موجود ہے وہ درویش بھی موجود رہے گا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آج ہم تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں ہم نے برسوں قبل یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا دین ایک مکمل اور دائمی نظام فکر و عمل ہے اور ہم ایک ایسا خطۂ ارضی چاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کا نفاذ کر سکیں مطالبہ و نظریۂ پاکستان (جس کا سعادت روز اوّل سے داعیٔ و حامی رہا) یہی جذبہ کارفرما تھا کہ ہم کسی غیر اسلامی مشرقی یا مغربی نظریہ یا فلسفۂ حیات یا ازم کو نہیں اپنائیں گے بلکہ ہم اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالیں گے اور اس مملکت کو دیسِ مصطفوی بنا دیں گے بقول حضرت علامہ اقبالؒ

؎ اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

علامہ محمد اسد نے ۱۹۴۷ء میں اپنے انگریزی ماہنامہ عرفات جسے وہ ڈلہوزی سے نکالتے تھے، لکھا تھا۔

"صدیوں کے بعد اس برصغیر کے مسلمانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسلام کی بنیادوں پر ایک ریاست کی تشکیل کریں گے اگر خدا نخواستہ پاکستان کے مسلمان اپنے دعویٰ کی بنیاد پر اس مملکت کو اسلامی خطوط پر استوار نہ کر سکے تو آنے والے دور میں صدیوں بعد بھی کسی مسلمان ملک کو یہ جرأت نہ ہو سکے گی کہ وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ

~~87206~~
87206

Marfat.com

دین کی بنیاد پر ریاست معرض وجود میں آسکتی ہے"۔

ہمیں ان خدشات کے پیش نظر زندگی کے ہر شعبے میں اپنے کردار کا از سر نو جائزہ لینا ہے اور یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔

فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ (پس تم کدھر جا رہے ہو)

سوال یہ نہیں کہ ہم نے کتنا فاصلہ طے کیا بلکہ سوال یہ ہے ہمارا رخ کدھر ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

کیں راہ کہ تو مے روی بترکستان است

اگر ہم مخلصانہ طور پر اس عظیم مملکت کو اسلامی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں پہلے ان اداروں کو مسلمان بنانا ہوگا جو ملّی زندگی پر سب سے زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ ہماری زندگی کا موثر ترین حکومت ہے جس کے پاس قوت نافذہ ہے ہماری حکومت کے ہر رکن کو اسلامی اقدار کا نمونہ اور نمائندہ بننا ہوگا تاکہ وہ اپنے عمل کردار اور اختیار سے اسلام نافذ کر سکے۔ خلیفہ ہارون الرّشید نے ایک دفعہ حضرت فضیل ابن عیاض سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحتیں کیجئے۔ حضرت فضیل نے بہت سی نصیحتیں کیں اور آخر میں فرمایا "اے ہارون اگر اللہ تعالےٰ مجھے فرمائیں کہ اے فضیل تیری صرف ایک دعا قبول ہو سکتی ہے مانگ کیا مانگتا ہے تو میں عرض کروں گا اے اللہ بادشاہ کو ٹھیک کر دے"۔ پاکستان میں بادشاہت تو نہیں مگر حکومت کے تمام ارباب بست وکشاد بادشاہ یا حکمران کے مقام پر ہیں پس اگر وہ ٹھیک ہو جائیں تو یہ ملک جنت نشان بن جائے۔

ہمارا ملّی زندگی کا دوسرا اہم اور موثر ادارہ مسجد ہے ہماری مساجد ہمارے دینی مدارس اور ہمارے علمائے کرام ورثائے انبیائے کرام ہیں۔ تلاوت آیات تعلیم کی کتاب، تعلیم حکمت تزکیہ نفس کے فرائض کی بجا آوری ان کا فریضہ ہے

Marfat.com

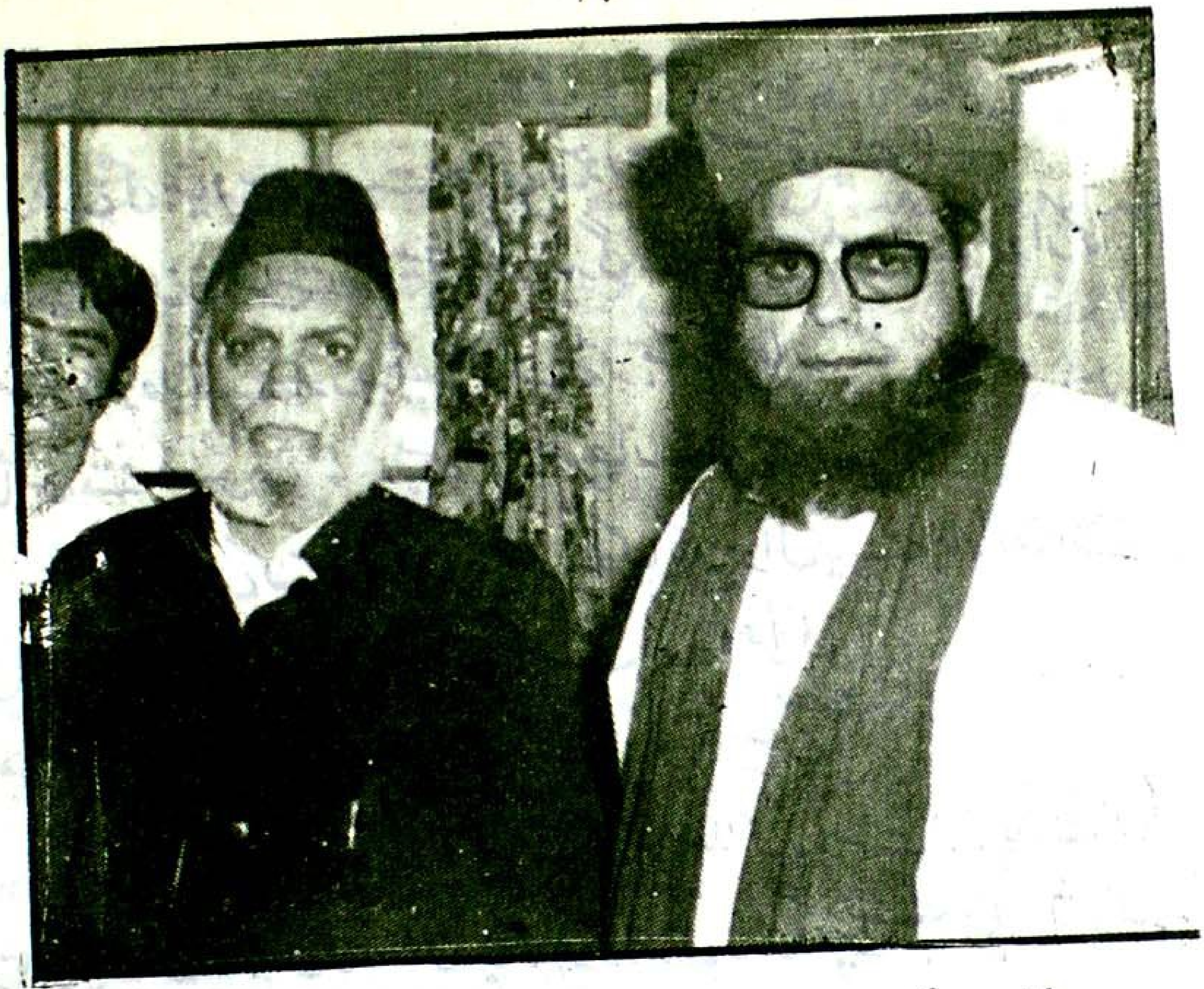

ناسخ سیفیؒ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ یادگار تصویر

ناسخ سیفیؒ ہمدرد فاؤنڈیشن کے بانی حکیم محمد سعید سے مصافحہ کر رہے ہیں

Marfat.com

انہیں ہر حالت میں کلمۂ حق کہنا ہے انہیں مکہ کی گلیوں، عکاظ کے میلوں اور طائف کے بازاروں میں گالیاں سن کر اور پتھر کھا کر بھی دعائیں دیتی ہیں اور تبلیغ دین کرنی ہے تمام فرقہ بندیوں کو مٹا کر جملہ مدارس فکر میں یگانگت اور اتحاد پیدا کر کے "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا" پر عمل کرتے ہوئے اس قوم کو ملت واحدہ بنانا ہے اس لیے کہ بقول علامہ اقبالؒ

تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

ہماری ملی زندگی کا تیسرا اہم ادارہ خانقاہ ہے ہماری درگاہوں ہمارے آستانوں اور ہمارے صوفیائے کرام اور سجادہ نشین حضرات کو بھی اہم رول ادا کرنا ہے اس ملک میں اسلام لانے،، اس کی تبلیغ کرنے، اس کی تعلیم دینے اور اس کے مطابق کردار سازی میں بزرگان دین نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ تحریک پاکستان میں بھی مشائخ عظام نے اہم کردار ادا کیے ہیں لوگوں کو نیک بنانے میں ان حضرات نے معجزانہ کام سرانجام دیئے ہیں آج ہماری سب سے بڑی کمی اخلاق حسنہ کی کمی اور تزکیۂ نفس کی کمی ہے تزکیۂ نفوس کا کام اہلِ خانقاہ کا کام ہے۔ فقیر کہلوانے یا لکھوانے سے ہی کوئی مقام فقیر جسے اقبالؒ نے مقامِ مصطفےٰ[۲۱] کہا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں عریضہ لکھا اور نیچے لکھا "فقیر قطب الدین،، جواب آیا۔

معین الدین ہنوز فقیر نشدہ
تو چہ طور فقیر نوشتی !!

Marfat.com

"ابھی تو معین الدین بھی نہ فقیر نہیں بن سکا تو نے کس طرح فقیر لکھا ہے"

آج اہل خانقاہ کے ذمّے ہے کہ حکومت و عوام کے تزکیہ نفوس اور ان کی اخلاقی و روحانی تربیت کا فریضہ انجام دیں۔

ہماری ملّی زندگی کا چوتھا اہم ادارہ مدرسہ ہے ہمارے سکول کالج یونیورسٹیاں اور ہمارے اساتذہ کرام کو بھی اپنا فریضہ ادا کرنا ہے اگر آج ہماری درس گاہیں اسلامی ہیں۔

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اگر ہم نے اب بھی اپنے بچوں اور بچیوں کی اسلامی تربیّت نہ کی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اسلام، اسلام کہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا اسلام قال نہیں حال کا نام نہیں۔ جب تک دل و نگاہ مسلمان نہ بنیں اسلام نہ داخلی زندگی میں آتا ہے اور نہ خارجی میں اور نہ انفرادی زندگی میں آتا ہے اور نہ اجتماعی زندگی میں۔

حضرت علامہ اقبال ؒ نے ۱۹۱۰ء میں اپنے خطبۂ علی گڑھ میں فرمایا تھا۔

"اگر ہمارے نوجوانوں کی تعلیمی اٹھان اسلامی نہیں تو ہم اپنی قومیّت کے پودے کو اسلام کے آبِ حیات سے نہیں سینچ رہے اور اپنی جماعت میں پکّے مسلمان کا اضافہ نہیں کر رہے ہے بلکہ ایسا نیا گروہ پیدا کر رہے ہیں جو بوجہ کسی اتحادی مرکز کے نہ ہونے کے اپنی شخصیت کو کسی دن کھو بیٹھے گا اور گرد و پیش کی ان قوتوں میں سے کسی ایک قوم میں ضم ہو جاتے گا جس میں اس کی بہ نسبت زیادہ قوّت و جان ہو گی"

Marfat.com

لہذا ہمیں اپنی تعلیم گاہوں کو سیاسی و تخریبی مراکز کی بجائے اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار کے مراکز بنانا چاہیئے تب جا کر وہ اسلامی معاشرہ معرض وجود میں آئے گا جو اسلام چاہتا ہے۔

ہماری ملی زندگی کا پانچواں مؤثر ادارہ پریس یا صحافت ہے روزنامے ماہنامے ہفتہ وار پندرہ روزہ اخبارات، نیوز ایجنسیاں چھاپہ خانے ریڈیو اور ٹی وی یہ سب ذرائع ابلاغ میری نظر میں کسی نہ کسی طرح پریس کے ضمن میں آتے ہیں شعر و ادب کے سرکاری و غیر سرکاری ادارے بھی اسی کا ایک حصہ ہیں کتابیں رسائل اور ڈائجسٹ بھی اسی کے دائرہ کار میں ہیں۔

اگر صحافت یا ادب ملک و ملت اور اسلام کے لیے نہیں تو کیا فائدہ پھر ہم مطلوبہ اسلامی نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے میں صحافت و ادب نہایت موثر کردار ادا کر سکتے ہیں علامہ اقبال نے ان اشعار میں بتا دیا ہے کہ اسلام میں صحافت و ادب کا کیا رول ہونا چاہیئے فرماتے ہیں

سرود و شعر و سیاست، کتاب و دین و ہنر
گہر ہیں ان کی گرہ میں تمام یک دانہ
ضمیر بندۂ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے فرشتوں سے ان کا کاشانہ
اگر خودی کی حفاظت کریں تو عین حیات
نہ کر سکیں تو سراپا فسون و افسانہ

جنہوں نے قیام پاکستان سے قبل قلم سے نظریہ پاکستان اور اسلام کے لیے جہاد کیا اور پھر قیام پاکستان کے بعد بھی اب تک کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں زیادہ اکرم ہیں اور وہی پاکستان اور اسلام کے سچے

Marfat.com

سپاہی ہیں اور مجھے آخر میں یہ کہنے میں باک نہیں ہے کہ میرے درویش دوست جناب ناسخ سیفی صاحب مرحوم اور ان کا اخبار سعادت اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعادت کوتا ابد یہ سعادت عطا کریں کہ یہ روزنامہ اسلام اور دین مصطفوی کی نمایاں خدمات انجام دیتا رہے۔

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ممتاز مسلم لیگی لیڈر ابو سعید انور مرحوم نے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ۷ جنوری ۱۹۸۳ء کو تحریک پاکستان کے سپاہی کے عنوان سے شائع شدہ اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ:

ناسخ سیفی ۱۹۱۸ء میں بمقام کمالیہ فیصل آباد پیدا ہوئے، ۱۹۳۷ء میں انہوں نے عملی سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا اور فیصل آباد (سابق لائل پور) سے ایک اخبار "سعادت" جاری کیا مسلم لیگ کی حمایت ان کا نصب العین تھا خود ناسخ سیفی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور دیہات میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہو گئے ۱۹۴۵ء میں کمالیہ مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے کمالیہ میں مسلم لیگ کانفرنس منعقد کی جس میں نواب ممدوٹ، میاں اللہ یار دولتانہ، راجہ غضنفر علی خان اور میاں عبد الباری شریک ہوئے اس کے بعد اپنے رفقاء سمیت ناسخ سیفی نے سرگودھا ڈویژن میں تمام اضلاع کے لیے پاکستان کے لیے مسلم رائے عامہ کو ہموار کرنے میں زبردست مہم چلائی نیشنل گارڈز کو منظم کیا مسلم لیگ کی شاخیں قائم کرنے میں مدد کی علماء اور مشائخ نے جب قیام پاکستان کے لیے عملی طور پر میدان میں نکل کر کام شروع کیا تو ناسخ سیفی ان کے بھی ہمرکاب تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جماعتی سرگرمیوں سے بوجوہ الگ رہے اور اپنے اخبار پر زیادہ توجہ دینے لگے۔

نظریہ پاکستان کا نقیب اور منکسر المزاج راسخ العقیدہ مسلمان صحافی قرار دیتے

Marfat.com

ہوئے سلطان احمد داؤدی نے ناسخ سیفیؒ کی یاد اس طرح تازہ کی ہے کہ :۔

بشری کمزوریوں میں سے ہماری یہ بھی ایک کمزوری ہے کہ یہ جاننے کے باوجود کہ زندگی اور موت پر اللہ کے سوا کسی کو اختیار حاصل نہیں اگر ہم میں سے کوئی اللہ کو پیارا ہو جائے تو ہم اپنی اپنی جگہ نوعیت تعلق اور اس سے اپنی نسبت کی بنا پر متاثر و غم زدہ ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

۱۹۳۵ء سے اب تک راقم الحروف کی نگارشات اخبارات میں برابر شائع ہو رہی ہیں الحاج ناسخ سیفی جو لائلپور میں سکونت اختیار کرنے سے پیشتر کمالیہ میں تھے میری ان سے شناسائی بالکل نہ تھی لیکن وہ مجھے میری تحریروں کے ناطے جانتے اور پہچانتے تھے "سعادت" کے اجرا۔ کی وجہ سے جب انہوں نے لائل پور کو اپنا مسکن بنا لیا اور تحریک پاکستان کے لیے ان کی ہمنوائی کے نتیجہ میں ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تو مہاجرین کی آمد اور ہندوؤں سکھوں کے انخلاء کے سلسلہ میں خبروں وغیرہ کی اشاعت کے ضمن میں کچہری بازار میں واقع "سعادت" کے دفتر میں ان سے رابطہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ اوپر رقم کیا گیا ہے بندہ ان کو بالکل نہیں جانتا تھا وہ اتنے پُرخلوص انداز سے پیش آئے گویا برسوں سے ایک دوسرے کو جاننے والے ہوں۔ پھر کیا تھا بندہ کا زیادہ وقت سعادت کے دفتر ہی میں گزرنے لگا۔ آمدہ مہاجرین کی ڈھارس بندھانے اور ترک سکونت کرنے والے ہندوؤں سکھوں کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ اسلام احترام آدمیت اور انسان دوستی کو مقدم ٹھہراتا ہے اس لیے انہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے اور دیگر اچھے مقاصد کے لیے اپنی تحریروں کی اشاعت کی خاطر "سعادت" کے صفحات سے استفادہ کرنا میرا روزمرّہ کا معمول بن گیا۔

الحاج ناسخ سیفی بھوراگلی میں رہائش پذیر ہوا کرتے تھے شروع میں تو مجھے

Marfat.com

ناسخ سیفی'' دورہ سعودی عرب کے موقعہ پر سعودی حکام کے ہمراہ

Marfat.com

کوئی علم نہ ہو سکا کہ موصوف کے کتنے بچے اور بچیاں ہیں. لیکن بعد ازاں ان کے بڑے صاحبزادے عتیق الرحمن کمسنی کے عالم میں اپنے والد کی طرح مختصر گو دفتر سعادت میں دکھائی دینے لگے اور ساتھ ہی اختر سدیدی جواب اپنے طرزِ تخاطب اور جوہر خطابت کے لحاظ سے ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان سے راہ و رسم ہو گئی انہوں نے راقم الحروف کی تحریروں کو بڑی نمایاں صورت میں شائع کرنے کے عمل سے اس طرح کا تاثر دینا شروع کر دیا جیسا کہ سعادت ناسخ سیفی کا نہیں راقم التحریر کا ہے۔ جناب سدیدی کے مجھ کو نوازنے کی روش پر الحاج ناسخ سیفی نے کبھی اعتراض نہ کیا سعادت سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے اگر جناب حکیم آزاد شیرازی نے اپنی صحافیانہ مہارت و اہلیت کا مظاہرہ کیا تو وہ ان کی کارکردگی پر بھی کبھی معترض نہ ہوئے۔ اسی طرح جناب علی محمد ماہی جناب حافظ اکرام اختر جب سعادت کے دفتر میں وقت دیتے تھے تو ناسخ سیفی ان سے بھی کبھی نہ الجھے۔ سید محمد یوسف شاہ جو میونسپل کمیٹی میں ملازم تھے وہ کسی اور نام سے سعادت میں معاوضہ پر وقت دیتے تھے. ناسخ سیفی اور یوسف شاہ مذکور کے نظریات و عقائد میں بُعد المشرقین تھا لیکن اس کے باوجود مدیر موصوف نے اپنی منکسر المزاجی کی وجہ سے ان سے نبھا کر لیا۔

دفتر کے بعض کاتب لگاتار برسوں ناسخ سیفی مرحوم کے ساتھ رہے اور بڑی دلجمعی سے کام کرتے رہے اور کبھی کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے ڈیلی بزنس کے مالک و مدیر چوہدری شاہ محمد مرحوم غریب کے چوہدری ریاست علی آزاد مرحوم عوام کے حضرت خلیق قریشی اور الحاج ناسخ سیفی میں طبائع کے لحاظ سے کوئی مناسبت نہ تھی لیکن ناسخ سیفی کے تحمل و بردباری کے نتیجہ میں

Marfat.com

سب سے اپنے مسلک و مقصد کے لیے جس یک جہتی و اتحاد کا ثبوت دیا اس کی مثال نہیں ملتی الحاج ناسخ سیفی اپنے نجی و کاروباری معاملات کے ضمن میں جو محسوس کرتے رہے اس کا اظہار وہ اپنے خاص دوستوں کے سوا کسی سے نہیں کرتے تھے ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو جس طرح ہندو ترک سکونت کر کے بھارت چلے گئے تھے۔ الحاج ناسخ سیفی کچہری بازار میں ہونے کی وجہ سے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے نجانے کتنی بلڈنگوں اور دکانوں پر مروجہ حربے استعمال کر کے قبضہ کر لیتے لیکن وہ مشکلات سے دوچار ہونے کے باوجود بھی اپنے معاملات میں صابر و شاکر رہے۔

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ ان کے لڑکوں نے ہوش سنبھالنے کے بعد موصوف کے بازو بن کر انہیں سہارا دیا اور کچہری بازار میں "سعادت" کا دفتر رہ گیا اور پیپلز کالونی میں ان کے سر چھپانے کی جگہ بن گئی۔ ورنہ سیفی مرحوم تو شانِ بے نیازی میں سرفہرست تھے۔

ناسخ سیفی محض "سعادت" کے مدیر و صحافی ہی نہ تھے بلکہ وہ صحیح معنوں میں عاشق رسول ؐ بھی تھے۔ راقم التحریر نے جب وہ بے ریش ہوا کرتے تھے اپنی آنکھوں سے انہیں دنیا و مافیہا سے غافل ذکرِ الٰہی اور عبادت کرتے ہوئے بعض مساجد میں مشغول دیکھا انہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب مدظلہم العالی کی قربت و سایہ میسر رہا اور تعمیر جامعہ رضویہ واقع جھنگ بازار اور متعلقہ درس گاہوں کے اجرائے سے متعلق امور کے ضمن میں وہ اپنا کردار ادا کرنے کے لیے سرگرم عمل رہے لیکن بعد میں انہوں نے بعض وجوہ کی بناء پر جامعہ قادریہ رضویہ سے اپنی نسبت قائم کر لی لیکن اس کے باوجود اسی مسلک کے نقیب رہے جو موروثی لحاظ سے ان کا تھا۔

Marfat.com

ناسخ سیفی جہاں مذہبی لحاظ سے راسخ العقیدہ صحافی تھے وہاں وہ نظریہ پاکستان کے بھی نقیب تھے وہ عملی سیاست میں کوئی کردار ادا کرنے کی بجائے ایک اخبار کے مدیر کی حیثیت سے ملک و ملت کی خدمت بجا لانے پر یقین رکھتے تھے۔ ناسخ سیفی نے سعادت کے صفحات کو راقم الحروف کے لیے ہمیشہ وقف کیے رکھا۔ لیکن ۳۶ برس کے دوران اپنی مالی مشکلات کے باوجود انہوں نے یہ کبھی نہ کہا کہ سعادت سے استفادہ کرتے ہو تو اس کی مالی معاونت کیوں نہیں کرتے اگر موصوف پاکستانی معاشرے کی بے راہروی پر کڑھنے اور جلنے کے عادی نہ ہوتے تو انہیں دل کا عارضہ کبھی لاحق نہ ہوتا۔ موصوف ہمیشہ یہی کہتے ہوتے پائے گئے کہ ہماری قوم کے افراد اتنے احسان فراموش کیوں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر نعمت سے نوازا ہے لیکن یہ اتنا بھٹک چکے ہیں کہ انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ اگر ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں باقیماندہ ملک بھی ختم ہو گیا تو ان کا کیا بنے گا۔

وہ راسخ العقیدہ ہونے کی وجہ سے منافقت سے کام لینے کو گناہ سمجھتے تھے اور یہ انسان کی بہت بڑی خوبی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب راقم التحریر نے باتوں ہی باتوں میں یہ کہا کہ آپ کو بہت جلد حج کی سعادت نصیب ہو گی تو مغلظ سے پنجابی محاورہ کے ساتھ کہنے لگے کہ چھوڑ وجی ادھر نان دجویں کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ناسخ سیفی حج کرے گا۔

بات آئی گئی ہو گئی لیکن قدرت کو یہی منظور تھا کہ انہیں دیار پاک سے بلاوا آ گیا اور سرکاری اہتمام میں فریضۂ حج کی ادائیگی سے فارغ ہو کر اللہ تعالےٰ کے اس محبوبؐ کے روضۂ اقدس پر حاضری دینے کے لیے پہنچ گئے جس سے والہانہ لگاؤ کی وجہ سے وہ عاشق رسولؐ قرار پائے جو لوگ اس دنیا

Marfat.com

میں اراضی کاروبار اور زرو مال کے انبار چھوڑ کر جاتے ہیں ناسخ سیفی ان لوگوں میں سے نہیں تھے انہوں نے تو حیات دوام پا جانے والی اللہ کی مُقرّب ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے والی راہ اختیار کی ہوئی تھی۔ ناسخ سیفی مرحوم تو اپنی شرافت و نجابت کے مثالی نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے جملہ پسران ارجمند عزیزم عتیق الرحمٰن، شفیق الرحمٰن، رفیق الرحمٰن، توفیق الرحمٰن، خلیق الرحمٰن، عمیق الرحمٰن، رضوان الرحمٰن وغیرہم اپنے حسن کردار و عمل سے ان کی رُوح کے لیے موجب تسکین یا اپنی غلط روی سے باعثِ آزار ہوتے ہیں۔

ہمہ گیر صحافت کا امام تسلیم کرتے ہوئے غلام نبی کلّو نے ناسخ سیفی کے بارے میں نوجوان نسل کو ان الفاظ میں آگاہ کرایا ہے کہ:۔

جناب الحاج امام بخش ناسخ سیفی مجسمۂ شرافت نیک سیرت اعلیٰ صفات کے حامل قیام پاکستان کی تاریخ جدوجہد کا ایک مستقل باب اور دانشور تاریخی قصبہ کمالیہ سے تعلق رکھنے والے تاریخ ساز صحافی کی وفات سے صحافت کا ایک دور ختم ہو گیا۔ جناب سیفی نے سیاست اور صحافت کا اظہار مسلم لیگ سے کیا۔ اور اپنی صحافت کا مرکز لاہور، کراچی کی بجائے لائلپور کو بنایا پورے پاکستان میں یہ شرف صرف لائلپور کو حاصل تھا کہ یہاں سے چار روزنامے اور ۵ کے قریب ہفت روزہ جرائد اور متعدد رسالے شائع ہوتے تھے لیکن ساندل بار کی علاقائی صحافت کو مستقل بنیادیں فراہم کرنے کا اعزاز جناب ناسخ سیفی کو حاصل ہے۔ میں نے جناب سیفی کے قریبی دوستوں سے سُنا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جناب سیفی کتابت سے لے کر سٹاف رپورٹر، نیوز ایڈیٹر ادارت اور پرنٹنگ تک کا کام خود ہی کیا کرتے تھے اس کے بعد انہیں بابائے کتابت

Marfat.com

بابا عالم خان کا تعاون حاصل ہوا جو کتابت کے ساتھ بہزاد ادر کالم نویسی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے اس کے بعد جناب آزاد شیرازی رانا اختر اور حضرت اختر سدیدی کا عملہ ادارت میں اضافہ ہوا۔

یہ دور روزنامہ سعادت کا سنہری دور کہلاتا ہے کیونکہ سعادت اخبار کو سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے علاوہ تعلیمی اداروں اور لائبریریوں میں پذیرائی حاصل تھی مگر بعد میں جب حکمران جماعت میں گروہ بندی ہو گئی اور جماعت پر جاگیرداروں اور افسر شاہی نے غلبہ حاصل کر لیا اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو متروکہ جائیدادوں کی لوٹ کھسوٹ میں الجھا کر خوشامدی ٹولہ میں شامل کر لیا گیا مگر جناب سیفی صاحب نے جو قیام پاکستان کی جدّوجہد کے ایک مخلص سپاہی تھے کسی بھی دھڑے کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا جہاں مسلم لیگ کے کارکنوں نے کوٹھیاں بنگلے فیکٹریاں متروکہ دکانیں اور زرخیز اراضیات کے بڑے بڑے قطعات حاصل کیے وہاں جناب سیفی صاحب نے اپنے اخبار روزنامہ سعادت کے نام پر دفتر کے لیے بھی کوئی جگہ الاٹ کرانا مناسب خیال نہ کیا۔ سیفی صاحب جو ادارۂ سعادت کے مالک و ایڈیٹر تھے اور ادارتی نوٹ لکھنے میں اکثر اخبار نویسوں سے بہتر صفات کے حامل تھے۔ دراصل قیامِ پاکستان کی جدّوجہد کا صلہ حاصل کرنے کو وطن سے محبّت کے منافی خیال کرتے تھے۔ میں نے جب ادارہ سعادت میں کام شروع کیا ان دنوں ادارہ کی مالی حالت بہتر نہ تھی یہ وہ دور تھا جب مسلم لیگ اندرونی دھڑے بندی افسر شاہی کی سازشوں اور سامراج نواز جاگیرداروں اور گماشتہ سرمایہ داروں کی کشمکش کا شکار ہو کر اقتدار سے محروم ہو گئی تھی اور مرکز میں آئے روز سیاسی تبدیلیوں کی وجہ سے مقامی اخبارات بحران کا شکار ہو گئے تھے لاہور اور کراچی سے شائع ہونے والے اخبارات قومی سطح پر ابھر رہے تھے کیونکہ ہر گماشتہ سرمایہ دار اور مرکزی سیاسی دھڑے سامراجی لابیاں قومی سطح کے اخبارات

Marfat.com

کی مدد کرتی تھیں لہٰذا علاقائی اخبارات کا مالی بحران کی زد میں آنا قدرتی امر تھا اس صورت حال میں بھی ناشخ سیفی صاحب نے ہمت نہ ہاری اور آخر کار مالی بحران پر قابو پا کر ادارہ سعادت کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں کامیاب ہو گئے ۱۹۵۸ء سے قبل میں جناب سیفی صاحب کے بارے میں بہت کم جانتا تھا کبھی کبھار کسان کمیٹی یا نیشنل عوامی پارٹی کی خبروں کے بلیٹن لے کر اخبارات کے دفتر میں جاتا تو سیفی صاحب سے دعا و سلام کے علاوہ کوئی بات چیت کیے بغیر دفتر سے فوری نکل جاتا کیونکہ میرا خیال تھا کہ سیفی صاحب دوسرے مسلم لیگی کارکنوں کی طرح جاگیرداروں کے حامی ہوں گے اور ان سے بات چیت کا کوئی فائدہ نہیں سیفی صاحب غالباً جانتے تھے کہ ۱۹۵۰ء سے قبل میں بھی مسلم لیگ کا ایک معمولی کارکن تھا لہٰذا انہوں نے ہماری کسان تحریک کی بہت حمایت کی اور اپنے اخبار سعادت میں ہمارے موقف کو وضاحت سے پیش کیا ان دنوں میں رانا حبیب الرحمٰن کامریڈ فضل الٰہی قربان صوفی اللہ داد اور انور چوہدری کے ساتھ مل کر پاکستان کی بنیاد پر کسان محاذ منظم کرنے کی کوشش کر رہا تھا رانا حبیب الرحمٰن مرحوم کی کوششوں سے جڑانوالہ میں ایک زبردست کسان کانفرنس منعقد کی جس میں چالیس ہزار سے زائد کسانوں نے شرکت کی تھی اور سردار رشید کی وزارت کے خلاف چکو سے لاہور تک کسانوں کا ایک پیدل جلوس بھی لے کر گئے تھے ادارۂ سعادت نے ہماری ان کوششوں کی کھل کر حمایت کی اور اسی دوران جناب سیفی صاحب سے میری مختصر اور مفید بات چیت بھی ہوئی اس بات چیت کے دوران جناب سیفی صاحب نے بتایا کہ وہ سامراج نواز جاگیرداروں اور گماشتہ سرمایہ داروں کے سخت خلاف ہیں۔ آپ نے میری اس بات سے اتفاق کیا کہ مسلم لیگ بڑے بڑے جاگیرداروں، نواب زادوں اور افسر شاہی کی ہوس اقتدار کا شکار ہو کر اپنا عوامی کردار مسخ کر بیٹھی ہے اور مقدس وطن

Marfat.com

کو انگریزوں کی جگہ امریکہ کی نوآبادی بنا دیا گیا ہے۔ مسلم لیگ کے مخلص کارکن آزادی کے پروانے قیام پاکستان کی جدوجہد کے مخلص سپاہی مایوسی کا شکار ہو گئے ہیں۔ قیام پاکستان کی مخالفت کرنے والے یونینسٹ جاگیردار اور مذہبی علماء نظریہ پاکستان کی من مانی تشریحات کر کے جدید نوآبادیاتی نظام کو رواج دے کر پاکستان کی آزادی خود مختاری اور سالمیت کو خطرے میں ڈال رہے ہیں اور پاکستان کی خوشحالی کو چند جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے بنگلوں تک محدود کر دیا ہے جس سے مقدس وطن کے کروڑوں عوام آزادی جمہوریت اور مساوات کے ثمرات سے محروم ہو رہے ہیں جناب ناسخ سیفی نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اگر قائداعظم محمد علی جناح ایک دو سال تک مزید زندہ رہتے تو پاکستان کو جاگیرداری کی لعنت سے نجات مل جاتی اور ملک کو ایک جمہوری آئین بھی مل جاتا۔ تمہاری کسان تحریک بھی ان ہی مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہی ہے اس لیے ادارہ سعادت اس کی حمایت کرنا اپنا فرض تصور کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ لائلپور کے چاروں بزرگ صحافی جناب ناسخ سیفی (سعادت) جناب چوہدری شاہ محمد عزیز (ڈیلی بزنس) جناب چوہدری ریاست علی آزاد (غریب) اور جناب خلیق قریشی مرحومین کا میں انتہائی احترام کرتا ہوں جنہوں نے ضلعی مقام پر قومی صحافت جیسا مشکل کام سرانجام دیا۔ چاروں ادارے جاگیرداری نظام کے سخت مخالف تھے کسانوں کی حمایت کرتے تھے۔ کسانوں کے مسائل جس میں سیم و تھور محصول چونگی، گنے کے نرخ بڑھانے اور دوسری اجناس کی قیمتوں میں کمی اور کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کے خلاف دیہات میں سڑکیں، سکول شفاخانے قائم کرنے کے مطالبات کی حمایت کرتے تھے۔ مزدوروں کے مسائل کے سلسلہ میں بھی ہماری تحریک کی مدد کرتے تھے چاروں صحافیوں کا تعلق مسلم لیگ سے تھا ناسخ سیفی صاحب مسلم لیگ کے ایک خاموش ان تھک اور مخلص ترین کارکن تھے۔ اپنی

Marfat.com

تشہیر کو وہ ہرگز پسند نہیں کرتے تھے جمیعت العلمائے پاکستان کے علماء کی سرگرمیوں کو نمایاں جگہ دیتے تھے بلکہ اخبار کی بنیادی پالیسی کے طور پر مسلک اہلِ سنت کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ جن دو بڑے بڑے جید علماء کے بیانات قومی جرائد میں سنگل کالم سے زیادہ جگہ نہیں پاتے تھے ان کے بیانات ادارۂ سعادت کے صفحہ اوّل پر نمایاں جگہ حاصل کرتے تھے مگر جیسے ہی مرکز میں سیاسی حمایت کے لیے علماء کو اہمیت ملی اور قومی اخبارات میں نمایاں جگہ پر ان کے بیانات شائع ہونے لگے تو انہوں نے ادارۂ سعادت سے منہ موڑ لیا بلکہ افسوس اس بات کا ہے کہ ادارہ سعادت کی سیڑھی سے ایوانِ بالا تک رسائی پانے والے اکثر علماء جناب ناظم سیفی صاحب کے نمازِ جنازہ میں شرکت تو کیا تعزیت تک کے لیے تشریف نہیں لائے اور نہ ہی تعزیتی بیانات جاری کیے۔

ادارہ سعادت میں میرا شریک ہونا بھی عجیب اتفاق ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جناب سیفی صاحب کے ادارہ سعادت میں مجھے کام کرنے کا موقعہ ملے گا کیونکہ میرے اور قبلہ سیفی صاحب کے نظریات میں مکمل یکسانیت نہیں تھی۔

۱۹۵۸ء میں جب ایوب خان نے مقدس وطن پر مارشل لاء نافذ کردیا اس وقت ملک فیروز خان نون وزیرِاعظم تھے وہ اکتوبر/ نومبر ۱۹۵۸ء کے عام انتخابات کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ ان کی حکومت برطرف کردی گئی۔ اسمبلی توڑ دی گئی اور عبوری آئین جو ۱۹۵۶ء کو چوہدری محمد علی نے مرکزی اسمبلی سے منظور کرایا تھا منسوخ کردیا گیا۔ تمام جماعتوں کو کالعدم قرار دیدیا گیا اور ہماری کسان کمیٹی بھی اس کی زد میں آگئی۔ ہم لوگ گرفتاری سے بچ گئے اور نئے محاذوں کی تلاش میں مصروف ہو گئے اسی دوران میں اکثر لائل پور آیا کرتا تھا اور اپنے دوست سلطان شاہد اور قمر لدھیانوی سے ملاقات کیا کرتا تھا جو اکثر رات کو گھنٹہ گھر کے سایہ میں ہوتی تھی۔

Marfat.com

ایک روز سلطان شاہد نے گفتگو کے دوران اچانک مجھ سے سوال کیا کہ کیا تم اخبار میں کام کرنا پسند کرو گے۔ میں نے جواب دیا کہ میں کوئی لکھاری نہیں ہوں۔ لکھنے کا کام تو ۱۹۴۷ء سے چھوڑا ہوا ہے خط پتر کے علاوہ کبھی کچھ نہیں لکھا البتہ ایک سیاسی کارکن ہونے کی حیثیت سے اخبار پڑھنے کا چسکا ہے وہ مجھے اسی وقت (شام کا وقت تھا) بازو سے پکڑ کر سعادت اخبار کے دفتر میں لے گئے۔ اتفاق سے جناب سیفی صاحب موجود تھے جاتے ہی سلطان شاہد نے اونچی آواز میں سیفی صاحب سے کہا کہ لیجئے! یہ کسان اخبار نویس آگیا ہے یہ آپ کے دفتر میں کام کریگا۔ جناب سیفی صاحب نے مجھے انتہائی شفقت سے دیکھا اور کہا کہ انہیں تو میں بہت عرصہ سے جانتا ہوں۔ اگر یہ کام کرنا چاہتے ہیں تو آج ہی سے شروع کر دیں البتہ انگریزی کا تھوڑا سا امتحان لینا ہے کیونکہ ہم ابھی تک انگریزی سے جان نہیں چھڑا سکے۔ میں نے آہستہ سے کہا کہ انگریز ابھی گئے نہیں امریکی پہلے ہی آگئے ہیں سیفی صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ انگریز فوجی طاقت سے حکومت کرتا تھا مگر امریکی سرمایہ اور سی آئی اے کی مدد سے حکومت کرتی ہے ان سے جان چھڑانا انگریزوں سے بھی مشکل کام ہے میں سیفی صاحب کی یہ سامراج دشمن بات سُن کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ سیفی صاحب میں آپ کے ادارہ میں کام کر سکتا ہوں۔ سیفی صاحب نے پاکستان ٹائمز کی ایک خبر پر نشان لگا کر مجھے کہا کہ اس کا ترجمہ کر دو میں انگریزی میں کمزور ہوں۔ مگر انگریزی اخبارات کی خبریں سمجھ لیتا ہوں۔ لہٰذا میں نے اس نشان زدہ خبر کا ترجمہ کر کے سیفی صاحب کو دکھایا تو انہوں نے مجھ سے ایک درخواست لکھوائی اور کہا کہ تم آج ہی سے ادارہ سعادت میں شامل ہو لہٰذا کام شروع کر دو۔ میں نے سیفی صاحب سے کہا کہ آپ کے نظریات سے آگاہ ہوں اس سے کہیں ادارہ سعادت کو نقصان نہ پہنچے۔ جواب میں جناب سیفی صاحب نے فرمایا کہ بنیادی طور پر انسان کو

Marfat.com

دیانت دار ہونا چاہیے۔ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اسے دیانت داری سے پیش کر دینا چاہیئے میرے اور تمہارے نظریات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ دن کو رات اور رات کو دن کہا جائے البتہ تمہارا عقیدہ تمہیں مبارک میں تمہارے عقیدے اور سیاسی کام میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا میں نے سٹاف رپورٹر نیوز ایڈیٹر حتیٰ کہ ایڈیٹر انچارج تک کی حیثیت سے ۴ سال تک کام کیا۔ میں ون یونٹ کا سخت مخالف تھا اور ایوب کی فوجی آمریت کے بھی خلاف تھا سیفی صاحب ون یونٹ کے پُر جوش حامی تھے لیکن کنونشن لیگ شامل نہیں تھے مگر ایوب حکومت کی حمایت کرتے تھے میں ون یونٹ کے خلاف بیانات اور خبریں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتا تھا اور شائع کرتا مگر اس کا جناب سیفی صاحب نے کبھی بُرا نہ مانا۔ ایوب حکومت کی مخالفت کرنے اور یونیورسٹی آرڈی ننس کی مخالفت کرنے پر کراچی یونیورسٹی کے ۱۲ طلبہ کو جن میں حسین نقی کراچی یونیورسٹی کے جنرل سیکرٹری بھی تھے۔ ان طلبہ کو گورنر ملک امیر محمد خان نے کراچی بدر کر دیا تھا جب وہ لائلپور آئے تو میں نے انہیں دفتر سعادت میں استقبالیہ دیا اور جناب سیفی صاحب نے اس استقبالیہ کے اخراجات برداشت کیے اور اس کام میں میرے ساتھ پورا تعاون کیا۔ ملک امیر محمد خان کے خلاف پریس آرڈی ننس کی مخالفت میں صحافیوں نے جلوس نکالا میں نے اس میں نعرہ زنی کی اس پر مقامی انتظامیہ نے ٹیلی فون کر کے سیفی صاحب سے ناراضگی کا اظہار کیا مگر سیفی صاحب نے مجھے کچھ کہنے سے انکار کر دیا۔ جبکہ پورے صحافتی حلقوں میں قریشی کو گولی مار کر ہلاک کرنے کے واقعہ سے دہشت پھیلی ہوئی تھی۔

۱۹۶۰ء کے قریب میں نے مجید انامی حیدر چودھری علی محمد ماہی، سردار محمد اختر بن یامین بشیر قریشی، اشرف، قمر لدھیانوی رفعت ہاشمی کی مدد سے صحافیوں کی یونین

Marfat.com

بنانے کی کوشش کی۔ اخبارات کے مالکان ہمارے سخت خلاف ہو گئے مگر جناب سیفی صاحب نے میرے اس کام کی تائید کی اور جب یونین رجسٹرڈ ہو گئی اور پریس کلب بن گئی پھر اس کے لیے گرانٹ بھی منظور کر لی گئی۔ میں ان دنوں پریس کلب کا سیکرٹری تھا اخبارات کے مالکان نے پریس کلب کا ممبر بننے کی درخواست کی میں نے پریس کلب اور یونین کے آئین کی رو سے یونین کی مجلسِ عاملہ کے ذریعہ مالکان کو پریس کلب کا رکن بنانے سے انکار کر دیا۔ اخبارات کے مالکان اس پر بہت ناراض ہوئے۔ میرا خیال تھا کہ جناب سیفی صاحب آج مجھے فارغ کر دیں گے۔ مگر شام کو جب میں دفتر گیا تو سیفی صاحب نے میرے ساتھ کسی قسم کی کوئی بات نہ کی۔ اور جب میں کام سے فارغ ہوا تو سیفی صاحب نے مجھے کہا کہ پریس کلب کے بارے میں تمہارا موقف درست ہے ہمیں پریس کلب کا رکن بننے کی ضرورت نہیں جب کہ ہماری اپنی تنظیم ایڈیٹرز کونسل موجود ہے۔

غالباً ۱۹۶۳ء کا واقعہ ہے محکمہ نہری بحالات کے بارے میں مَیں نے ایک خبر روزنامہ سعادت میں شائع کر دی جس پر انتظامیہ بہت پریشان ہوئی۔ سٹی مجسٹریٹ اعجاز احمد چیمہ کے ذریعے مجھے عدالت میں طلب کیا گیا اور خبر کا ماخذ بتانے پر اصرار کیا گیا میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس پر سٹی مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ ایک گھنٹہ کی مہلت ہے سوچ کر بتاؤ۔ ایک گھنٹہ کے بعد میں نے پھر وہی جواب دیا۔ اسی دوران سیفی صاحب بھی کمرہ عدالت میں پہنچ گئے اور میری مکمل حمایت کی اور مجھے انتباہ کیا کہ خبر کا ذریعہ بتانا صحافتی اصولوں کے قطعی خلاف ہے۔ اخبار نویس تیہ کاٹ سکتا ہے۔ پولیس تشدد برداشت کر سکتا ہے مگر خبر کا ماخذ نہیں بتا سکتا۔ میں نے سیفی صاحب سے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے جس پر انہوں نے مجھے تھپکی دی اور کہا کہ ڈٹ جاؤ اور کوئی فکر نہ کرو۔ یہ کیس تمہارے خلاف نہیں میرے خلاف بھی

بنے گا کیونکہ میں پرنٹر پبلشر ہوں۔

فیلڈ مارشل ایوب خان نے جب عوام سے یکطرفہ اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لیے بی ڈی اراکین کو استعمال کیا تو میں نے اس کے خلاف مہم میں بھرپور حصہ لیا مگر سیفی صاحب نے کوئی تعرض نہ کیا۔ البتہ مادرِ ملت نے جب صدارت کے لیے ایوب کا مقابلہ کیا تو اس وقت انتظامیہ کا دباؤ انتہائی شدت اختیار کر گیا اور میں نے اُسے بھانپ لیا تھا۔

لہذا اگلے روز اپنا استعفےٰ لکھ کر جناب سیفی صاحب کی میز پر رکھ کر چلا گیا اور پورے ایک سال بعد ایک روز اچانک کچہری بازار میں جناب سیفی صاحب نے مجھے پکڑ لیا اور دفتر لے گئے اور کہا کہ تم نے اپنی مرضی سے استعفیٰ دیا مگر ایک سال تک واپس نہیں آئے اب دوبارہ کام شروع کر دو اور میں نے پھر سے کام شروع کر دیا اس طرح ہمارے درمیان باہمی اعتماد کی فضا بدستور قائم رہی کارکن صحافیوں کے اوقاتِ کار اور اُجرتوں کے تعین کے لیے حکومت نے ویج بورڈ بنایا جس کے سربراہ جسٹس سجاد احمد جان تھے انہوں نے پورے ملک کا دورہ کیا اور کارکن صحافیوں سے ان کے مسائل کے بارے میں بات چیت کی اس سلسلہ میں آپ لائلپور بھی تشریف لائے اور سرکٹ ہاؤس میں جناب حمید انامی کی قیادت میں صحافیوں کے وفد نے ان سے ملاقات کی۔ اس وفد میں میں بھی شامل تھا ایک طرف اخبارات کے مالکان اور دوسری طرف کارکن صحافی بیٹھے تھے ہم نے کھل کر بات کی اور بتایا کہ کارکن صحافیوں کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ ویج اور اوقاتِ کار کا بھی کوئی معین نہیں ہے۔ اخبارات کے مالکان اس بات سے بہت ناراض ہوتے میرا بھی یہ خیال تھا کہ سیفی صاحب سے اب کھلا تضاد ہو گیا ہے اب مجھے دفتر میں برداشت نہیں کریں گے مگر انہوں نے کوئی جواب طلبی نہ کی بلکہ دفتر میں مجھ سے گفتگو کے دوران فرمایا کہ آپ لوگوں کا

Marfat.com

موقف درست ہے مگر ہم میں اور لاہور کے اخبارات میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر حکومت ہمیں مرکزی اخبارات کی طرح اشتہارات فراہم کرے تو ہم آج ہی سے ویج بورڈ پر عمل شروع کر دیں گے نم ادارہ کی مالی حالت کو جانتے ہو اس کو سامنے رکھ کر جو بھی بات کرنا ہے کرو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

کسان تحریک اور مزدور تحریک میں عملی حصہ لینے کی وجہ سے مقامی انتظامیہ میرے سخت خلاف تھی اور جب کبھی گورنر اور سربراہ مملکت دورۂ فیصل آباد آتے تو سیکرٹری کو میرے لیے خصوصی انتظامات کرنا پڑتے ایک روز گورنر ملک امیر خان لائلپور تشریف لائے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں سے بات چیت کرنا تھی جب ہم ہوائی اڈہ پہ پہنچے تو سیکیورٹی نے مجھے اندر جانے سے روکدیا جس پر میں نے احتجاج کیا اس پر دوسرے تمام کارکن صحافی بھی میرے احتجاج میں شامل ہو گئے اس وقت منصور عاقل انفرمیشن آفیسران کی مداخلت سے معاملہ رفع دفع ہو گیا مگر گورنر کے جانے کے بعد مقامی انتظامیہ نے جناب سیفی صاحب پر دباؤ ڈالا کہ وہ مجھے ادارہ سعادت سے الگ کر دیں مگر سیفی صاحب نے جھکنے سے انکار کر دیا اور میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کی انتخابی مہم کے دوران صدر ایوب خان نے ریلوے اسٹیشن لائلپور میں ایک انتخابی جلسہ سے خطاب کیا اس موقع پر بھی میرے خلاف سخت کارروائی کی گئی تھی مگر انتظامیہ سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے خلیق قریشی صاحب کو بھی پریس گیلری میں جانے سے روک دیا جس پر میری بات بن گئی اور ہم سب نے اس تقریب کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ جس پر چیف سیکورٹی آفیسر نے ہمیں خود پریس گیلری پہنچایا اور میرے آگے پیچھے کمانڈوز بٹھا دیئے گئے آپ اس واقعہ سے جناب ناسخ سیفی صاحب کی جرأت اور بے باکی کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے میرے جیسے سرکار ناپسندیدہ آدمی کو اپنے ادارہ میں نہ صرف جگہ دے

Marfat.com

رکھی تھی بلکہ میرے انسانی حقوق کا تحفظ بھی کرتے تھے۔ جناب سیفی صاحب کی شرافت کو بعض لوگ کمزوری تصوّر کرتے تھے مگر بات بالکل اس کے برعکس تھی آپ انتہائی دلیر بے باک اور نڈر صحافی تھے اکثر لوگ مقامی کی عملی مشکلات کو بہت کم جانتے ہیں مگر قبلہ سیفی صاحب کے قدم کسی بھی مقام پر نہ ڈگمگائے یہ بات بھی قابلِ غور رہے کہ ادارہ سعادت اسلامی فکر کی تبلیغ کے باوجود فرقہ پرستی میں ملوّث نہ ہوا۔ سرکار کی حمایت کے باوجود ادارہ سعادت زبردست مالی بحرانوں سے گذرا کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ اخبار اشاعت کے لیے تیار رہے مگر کاغذ نہیں یا پریس خراب ہوگیا ہے اور پریس کی مرمّت کے لیے پیسے نہیں ہیں میں اس صورتحال سے بہت پریشان ہوتا تھا ایک دن میں نے سیفی صاحب سے معذرت کے ساتھ پوچھا کہ آپ کا ادارہ جب سرکاری پالیسی کا ترجمان ہے تو آپ سرکاری امداد حاصل کیوں نہیں کرتے جناب سیفی صاحب تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر گویا ہوئے کہ ایک تو یہ تاثر غلط ہے کہ ادارہ سعادت سرکاری پالیسی کا ترجمان ہے یہ درست ہے کہ میں مسلم لیگ کی سیاست سے اتفاق کرتا ہوں مگر اس کے عوض کسی قسم کی امداد حاصل کرنا صحافتی اصولوں کے منافی تصوّر کرتا ہوں انہوں نے بتایا کہ حکیم ملک شریف میرے دوست ہیں وہ کبھی کبھار میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں علاوہ ازیں مجھے اختر سدیدی جنرل مینجر سردار احمد نذیر محمد دین کاتب کا تعاون حاصل ہے ان حالات میں مجھے کسی قسم کی امداد کی ضرورت نہیں ہے لائل پور ملک کا تیسرا بڑا صنعتی شہر تھا جس کا ایک صنعت کار یوسف سہگل وہ روزنامہ وفاق جاری رکھنے میں ناکام رہا لیکن سیفی صاحب جیسے مردِ قلندر صحافتی میدان میں کامیابی سے آگے بڑھتے رہے ادارہ سعادت ملک کو صنعتی بنانے کی زبردست وکالت کرتا تھا اور صنعت کاروں کی اس کوشش کو حب الوطنی اور عوام دوستی قرار دیتا تھا مگر ان صنعتی سرمایہ داروں سے کسی مالی امداد قبول نہیں کرتا تھا جب لاہور سے روزنامہ

Marfat.com

سعادت جاری کیا تو ادارہ سعادت میں کام بہت بڑھ گیا اس پر سیفی صاحب نے ایک سب ایڈیٹر رکھنے کی اجازت دیدی اور مجھے کہا کہ جلد از جلد اس اسامی کے لیے کوئی آدمی مہیا کرو۔ لہذا میں اپنے دوست تنویر جیلانی کو دفتر سعادت لے گیا تنویر لائلپور کا ایک نوجوان ترقی پسند انقلابی شاعر تھا سیفی صاحب نے انہیں بہت پسند کیا اور ادارہ سعادت میں سب ایڈیٹر کے طور پر کام کرنے کی اجازت دے دی تنویر جیلانی نے ادارہ سعادت کا ادبی ایڈیشن بساطِ ادب انتہائی کامیابی سے چلایا۔

تنویر جیلانی کی ادارہ سعادت میں شمولیت کے بعد مجھے بڑی فرصت ملی۔ لہذا میں نے پاکستان مزدور کسان پارٹی میں جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر کام شروع کر دیا۔ سیفی صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جا چکے تھے ان کے (۱۹۷۲ء) واپس تشریف لانے پر میں نے باہمی رضامندی سے علیحدگی اختیار کر لی لیکن اس کے بعد باہمی رابطہ قائم رہا یہاں تک کہ فالج جیسے جان لیوا مرض میں مُبتلا ہونے سے ایک روز قبل محترم سیفی صاحب سے میری مشاورتی بات چیت ہوئی مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ہماری آخری مشاورت ہو گی۔

بس اب سوچتا ہوں کہ دنیائے صحافت میں جناب سیفی صاحب جیسا بے غرض بے لوث وطن پرست انسان دوست اخبار نویس ہو سکتا ہے اس بھرے میلے میں اب مجھے ایسا کوئی نظر نہیں آتا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ناسخ سیفی کی وفات سے برصغیر کی صحافت کا ایک پورا دور ختم ہو گیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں اور نہ ہی میں انشا پرداز ہوں ورنہ سیفی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتاب مرتب کرتا۔ میں نے صرف چند ایک واقعات اپنے سادہ انداز میں سپردِ قلم کر دیئے ہیں تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ دنیا میں ایسے

Marfat.com

دردِ دل رکھنے والے انسان بھی ہوتے ہیں جو مخالف نظریات کو اس حد تک برداشت کر سکتے ہیں میرا کوئی ادارہ سعادت میں حصہ نہیں تھا اور نہ ہی میں کسی ایسی جماعت سے متعلق تھا کہ ادارہ کو مالی معاونت حاصل ہوتی میں ادارہ کا احسان مند ہوں کیونکہ ادارہ نے میرے نظریات کا پرچار کیا بلکہ اُجرت کی شکل میں میری مالی اعانت کی جناب سیفی صاحب نے تمام زندگی ملک و قوم کی بے لوث خدمت کی اور پاکستان کی خود مختاری آزادی سالمیت اور خوشحالی کے لیے کام کرتے رہے۔

روزنامہ سعادت نہ صرف ایک اخبار بلکہ سانڈل بار کی صحافتی ادبی اور سیاسی ادوار کی ایک یادگار تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے روزنامہ سعادت نے اپنی صحافتی زندگی کے پچاس سال پورے کر لیے ہیں اگر یہ کہا جاتے کہ روزنامہ سعادت لائلپور کا جس کا نام اب فیصل آباد ہے اس کی ۵۰ سالہ تاریخ کا امین ہے تو غلط نہ ہوگا روزنامہ سعادت میں صحافت کی تربیت حاصل کر کے کئی ایک کارکن صحافی قومی اخبارات میں کام کرنے کا شاندار ریکارڈ قائم کیے ہوتے ہیں اس لحاظ سے روزنامہ سعادت کو صحافت کی ابتدائی اور عملی تربیت کے مرکز کی بھی حیثیت حاصل ہے۔ روزنامہ سعادت گو ایک خاص مکتبہ فکر کا ترجمان بھی ہے۔ مگر اخبار کا نیوز سیکشن صحافت کی معروف قدروں پر عمل پیرا رہا ہے اخبار کے مدیر اعلیٰ جناب الحاج ناسخ سیفی مرحوم جو خود ایک کارکن صحافی تھے بلند حوصلہ اور اعلیٰ ظرف رکھتے تھے۔ اور صحافت کی اعلیٰ قدروں کے امین تھے انہوں نے ادارہ سعادت میں ایسے کارکن صحافیوں کو جنہوں نے ایڈیٹر۔ نیوز ایڈیٹر، سٹاف رپورٹر اور سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا عزیز رکھا جو ان کے ہم خیال نہیں تھے ان میں آزاد شیرازی لطیف آذر اختر رانا سلطان شاہد راقم غلام نبی کلو، رفعت ہاشمی حافظ اکرام اختر، علی محمد ماہی ماسٹر ظفر، تنویر جیلانی اور اختر سدیدی شامل ہیں۔ ان میں سے بیشتر صحافی مسلم لیگ

Marfat.com

کی سیاست سے اتفاق نہیں رکھتے تھے اس کے باوجود ناسخ سیفی نے باہمی مشاورت سے کام جاری رکھا یہ بات ان کے اعلیٰ حسنِ سلوک اور اعلیٰ ظرفی کا زندہ ثبوت ہے۔

جناب ناسخ سیفی نے ہفت روزہ سعادت کا آغاز ۱۹۳۷ء میں لائلپور کے ایک معروف تاریخی قصبہ کمالیہ سے کیا جو ایک تاریخ رکھتا ہے مگر ان دنوں کمالیہ کی حیثیت ایک بڑے گاؤں سے زیادہ نہ تھی یہ عمل بھی جناب ناسخ سیفی کے صحافتی اور ادبی ذوق کا ایک مثالی کارنامہ ہے۔ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ ان دنوں انگریز کا اقتدار عروج پر تھا۔ تحریک آزادی ابتدائی مراحل سے گزر رہی تھی۔ صحافت سیاست تجارت، معیشت اور سروسز پر ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ پورے برصغیر پاک و ہند میں صحافتی میدان میں مسلمان چند ایک تھے۔ اس صورتحال میں ہفت روزہ سعادت کا اجراء ایک جراتمندانہ کارنامہ تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی آواز پر لبیک کہنے والا ناسخ سیفی صحافت کے اس پُرخار میدان میں تنِ تنہا مصروفِ عمل ہو گیا۔ ابتدائی ایام میں جناب سیفی مدیرِ اعلیٰ سے لے کر کتابت اور ڈاک کی ترسیل کا کام خود ہی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد انور نظامی، غلام رسول انور عبدالستار بھٹی مدیرِ معاون کی حیثیت سے ادارۂ سعادت میں ناسخ سیفی کے ساتھ کام کرتے رہے۔

۱۹۴۵ء میں ہفت روزہ سعادت کی اشاعت لائلپور سے شروع کر دی گئی کمالیہ سے لائلپور منتقلی کے بعد سعادت نے روزنامہ کی حیثیت حاصل کر لی۔ ہفتہ وار اخبار سعادت کا پہلا نمبر دیکھنے کا اتفاق ہوا جس کی پیشانی پر علمی ادبی معاشرتی اور اصلاحی ہفتہ وار اخبار سعادت کمالیہ اور دونوں پر علامہ اقبال کا یہ شعر

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

لکھا ہوا ہے آج تو یہ شعر زبانِ زدِ عام ہے مگر انگریزی دور میں جب کہ بڑے بڑے

Marfat.com

علماء علامہ اقبال پر فتووں کی بارش کر کے انگریزوں سے انعام وصول کرتے تھے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ہفتہ وار سعادت کا اجراء انگریزی و پر الزم کیخلاف کھلی باغیانہ انقلابی جدّوجہد کا اعلان نامہ تھا۔ گویا ۲۲ اگست ۱۹۴۳ء کا مبارک دن انقلاب اور قیام پاکستان کی جدّوجہد کا تاریخی دن تھا اس کے بعد ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے سعادت پر نظر پڑی۔ جس کے پہلے صفحہ پر ضلع لائلپور میں مسلم لیگ کے عظیم الشان جلسے کی کارروائی شائع کی گئی جس سے میاں ممتاز دولتانہ، سید مصطفےٰ شاہ گیلانی سید علی حسین شاہ اور احمد نواز خان ڈپٹی صدر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سالارواں نے خطاب کیا۔ مہر محمد صادق ایڈووکیٹ مرحوم نے صدارت کی میاں ممتاز دولتانہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں مل کر غیر کی غلامی سے نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ خواجہ غلام حسین ایڈووکیٹ مرحوم اور چوہدری عصمت اللہ نے بھی خطاب کیا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۴۵ء شمارہ نمبر ۲۶ جلد ۸ میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی جنرل کونسل کے اجلاس کی کارروائی شائع کی گئی ہے مولانا مظہر علی اظہر کے اعتراضات کا دندان شکن جواب سعادت کا مسلم لیگ نمبر مورخہ ۱۵۔ نومبر ۱۹۴۵ء شمارہ نمبر ۳۳ میں قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کا ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کو دیا گیا انٹرویو شائع کیا ہے جس میں پاکستان کی جغرافیائی حدود کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں یہ تمام علاقے شامل ہوں گے۔ شمال مغربی صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان، سندھ اور پنجاب گویا وہ تمام صوبے جو شمال مغربی ہند میں واقع ہیں اور دوسری طرف ہندوستان کے مشرق میں دو صوبے ہوں گے بنگال اور آسام۔

سیاسی حیثیت

پاکستان ایک جمہوری حکومت ہوگی قائداعظم نے فرمایا کہ ذاتی طور پر آپ چاہتے

Marfat.com

ہیں کہ بڑی بڑی صنعتیں اور عمومی مفاد کے تمام شعبے قومی قرار دیئے جائیں اور پاکستان کے جتنے بھی صوبے ہیں ان کو داخلی آزادی ہو۔ بنیادی صنعتیں حکومت کے انتظام میں رہنی چاہیئے۔

قائداعظم نے فرمایا کہ پاکستان کے متعلق میرا گمان یہ نہیں ہے کہ وہ ایک پارٹی کی حکومت ہو گی بلکہ میں ایک پارٹی کی حکومت کے قانون کی مخالفت کروں گا۔ جو پارٹی حکومت چلائے گی اسکی اصلاح کے لیے یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ایک یا کتنی مخالف پارٹیاں بھی ہوں۔

۲۲ جولائی ۱۹۴۵ء جلد ۸ شمارہ ۱۸ کے صفحہ نمبر ۲ پر سالانہ انتخابات ضلع مسلم لیگ لائلپور شائع کیے گئے ہیں صدر فخر لائلپور میاں عبدالباری مرحوم رئیس جڑانوالہ، نائب صدر صوفی غلام رسول مرحوم ضیائی ٹوبہ ٹیک سنگھ، نائب صدر چوہدری محمد اشرف بلیڈر و چوہدری فضل محمد ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ لائل پور، جنرل سیکرٹری چوہدری عزیز الدین مرحوم ایڈووکیٹ لائلپور، جوائنٹ سیکرٹری خان عطاء اللہ خان چک نمبر ۵۰۶ گ ب تحصیل جڑانوالہ آفس سیکرٹری سراج دین ناگرہ ایڈووکیٹ سالار ضلع چوہدری محمد اکرام اللہ چک نمبر ۱۵۸ ر ب فنانس سیکرٹری خان حبیب اللہ خان بلیڈر لائلپور، پراپیگنڈہ سیکرٹری سید کرم حسین شاہ تحصیل لائلپور ناسخ سیفی ایڈیٹر سعادت لائلپور، چوہدری عبدالعزیز ٹوبہ ٹیک سنگھ، مسٹر دوست محمد خان جڑانوالہ منتخب کیے گئے مذکورہ چند ایک حوالہ جات ادارہ سعادت کی قیام پاکستان کے لیے جدوجہد کا کھلا ثبوت ہے ادارہ سعادت نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں نہ صرف نمایاں حصہ لیا بلکہ مسلم لیگ کے ترجمان کی حیثیت سے کھل کر کام کیا۔ مگر قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگی حکمرانوں نے ادارہ سعادت سے انصاف نہیں کیا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ادارہ سعادت سیاسی مرکز لاہور سے دور لائلپور میں قائم تھا اور مسلم لیگی حکمران بہت جلد دھڑے بندی کا شکار ہو کر قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ لینے والے کارکنوں اور اداروں کو بھول گئے مگر

Marfat.com

میں کہوں گا کہ مسلم لیگی حکمرانوں کا ادارہ سعادت سے یہ سلوک کسی طرح بھی جائز نہیں۔

ادارۂ سعادت ایک سچے پاکستانی محب وطن کی حیثیت سے دھڑے بندیوں سے دور رہا اور افسر شاہی کی کاسہ لیسی سے بھی اجتناب کرتا رہا اور نہ ہی کسی غیر ملکی ادارہ کی معاونت حاصل کی جس کی وجہ سے ادارۂ سعادت ہمیشہ مالی بحران کا شکار رہا مسلم لیگ سٹی کے صدر ملک محمد شریف محدود وسائل کے باوجود ادارۂ سعادت کی معاونت کرتے رہے مگر صوبائی یا مرکزی مسلم لیگ کی طرف سے کبھی ادارۂ سعادت کی خدمات کا اعتراف نہ کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد مسلم لیگ پر افسر شاہی اور جاگیرداروں کا قبضہ ہو گیا اور انہوں نے ایسے اداروں اور لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جو قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک رہے تھے۔ ادارۂ سعادت جاگیرداروں کے سخت خلاف تھا کیونکہ ادارہ کو اس بات پر یقین تھا کہ ملک سے جاگیرداری ختم کیے بغیر نہ جمہوریت کو استحکام حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ملک میں صنعتی ترقی ممکن ہے اس کے علاوہ جاگیردار جو انگریز کے پیدا کردہ ہیں پاکستان کی آزادی خود مختاری اور سالمیت کے بھی اب تک دشمن ہیں اور ملک کو ایک صحیح عوامی فلاحی ریاست بنانے کے راستہ میں رکاوٹ ہیں

ادارہ سعادت کے بانی اور مدیر اعلیٰ ناسخ سیفی محب وطن پاکستانی تھے۔ وہ پاکستان کی آزادی خود مختاری اور سالمیت کے خلاف کسی قسم کی حرکت برداشت نہیں کرتے تھے وہ مسلم لیگ کے اندر دھڑے بندی کو بھی ناپسند کرتے تھے اسی لیے وہ کسی بھی دھڑے کی حمایت حاصل نہ کر سکے جس کا ادارۂ سعادت پر اثر پڑنا ضروری تھا۔ سعادت اب روزنامہ ہو چکا تھا اور روزنامہ کے اخراجات پورے کرنا بہت مشکل کام تھا۔ روزنامہ سعادت کے علاوہ بعض دوسرے اخبارات بھی منصۂ شہود پر آ گئے اس سے بھی ادارہ سعادت کا متاثر ہونا لازمی امر تھا مگر ان تمام مشکلات کے باوجود

Marfat.com

روزنامہ سعادت لائل پور کے علاوہ لاہور سے بھی جاری کیا گیا تاکہ ادارہ سعادت کو سیاسی مرکز لاہور کی سعادت حاصل ہو سکے لیکن اب عملی صحافت ایک نظریاتی عمل نہ رہا بلکہ ایک کمرشل بزنس کی حیثیت اختیار کر گیا لیکن سعادت نظریاتی ادارہ کی حیثیت ہی سے مصروف عمل رہا اسی لیے وہ صحافت کے میدان میں بہت پیچھے رہ گیا۔ مشکلات کے باوجود جناب ناسخ سیفی نے حوصلہ نہ ہارا۔ صحافتی میدان میں ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ فیصل آباد کی سیاست پر ہمیشہ مڈل، لوئر مڈل کلاس کا غلبہ رہا گو پیر نذر حسین شاہ اور پیر ناصر حسین آف سندھیانوالی کا ڈسٹرکٹ بورڈ پر گزشتہ ۱۴ سال سے قبضہ رہا۔ مگر سیاست میں چوہدری علی اکبر مرحوم ایڈووکیٹ، چوہدری عزیز الدین مرحوم ایڈووکیٹ حکیم ملک محمد شریف، شیخ بشیر احمد مہر محمد صادق ایڈووکیٹ راجہ نادر خان اور انور علی خان بلوچ کا طوطی بولتا رہا۔ مگر ان سب کی مرکز میں آواز بہت کمزور تھی لہٰذا یہ لوگ بھی سعادت کی کوئی مدد نہ کر سکے۔ البتہ لائل پور میں ٹیکسٹائل کی صنعت کی ترقی سے مقامی صحافتی اداروں کی اہمیت بڑھ گئی مگر اس بہتے دریا سے بھی ادارہ سعادت نے کچھ حاصل نہ کیا جبکہ ادارۂ سعادت کے بانی اور مدیر اعلیٰ ناسخ سیفی مسلم لیگی حلقوں میں سرفہرست بہت اہمیت رکھتے تھے اور تحریک پاکستان کی جدوجہد میں نامور مجاہدوں کی صف میں شامل تھے سعادت نے ۱۹۵۱ء کے صوبائی انتخابات میں ایک دفعہ پھر مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ نتیجتاً صوبائی اسمبلی میں مسلم لیگ نے بھاری اکثریت سے وزارت بنائی۔ نواب ممدوٹ جو جناح لیگ کے نام پر انتخابی میدان میں اترے تھے بری طرح ناکام ہو گئے۔ میاں ممتاز دولتانہ نے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے صوبائی کابینہ بنائی مگر مسلم لیگ میں دھڑے بندی ختم ہونے کی بجائے شدید ہو گئی۔ نوابزادہ لیاقت علی خان کو راولپنڈی میں جلسہ عام میں عین اس وقت گولی مار کر شہید کر دیا گیا جبکہ وہ

Marfat.com

تقریر کر رہے تھے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے مبینہ قاتل سید اکبر کو موقعہ پر ہی ہلاک کر دیا گیا جس سے نوابزادہ لیاقت علی خان کے قتل کی سازش صیغۂ راز میں رہی۔ گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم بن گئے اور گورنر جنرل کا عہدہ سول سروس کے آفیسر غلام محمد کو مل گیا جس سے ریاستی اقتدار پر افسر شاہی کے غلبہ کا راستہ کھل گیا۔

۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک کے نتیجہ میں میاں ممتاز دولتانہ کی وزارت کو ڈسمس کر دیا گیا اور اس کے بعد خواجہ ناظم الدین کی وزارت بھی چلتی بنی اور گورنر جنرل غلام محمد نے دستور ساز اسمبلی کو معطل کر کے پاکستان کو پہلے المیہ سے دوچار کر دیا۔ محمد علی بوگرہ، چوہدری محمد علی۔ آئی آئی چندریگر اور فیروز خان نون وزیر اعظم بنے۔ آخر کار سکندر مرزا نے جنرل ایوب کی مدد سے گورنر جنرل غلام محمد کو چلتا کیا اور خود گورنر جنرل بن گئے اس کے بعد چوہدری محمد علی کی مدد سے پاکستان کے پہلے صدر بن گیے سکندر مرزا بھی افسر شاہی کے رکن تھے ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۸ء کے دوران افسر شاہی نے فوج کے تعاون سے جاگیرداروں کو دبائے رکھا ان حالات میں جہاں ملکی سیاست المیہ سے دوچار ہوئی وہاں صحافت بھی بحران کا شکار ہوئی۔ اصولوں پر مبنی صحافت کی بجائے زرد صحافت نے عروج پکڑا اور صحافتی ادارے کمرشل اداروں میں تبدیل ہو گئے۔ لیکن سعادت جس کا خمیر قیام پاکستان کی جدّوجہد سے اٹھا تھا سخت مشکلات میں پھنس گیا۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں سکندر مرزا نے جنرل ایوب خان کی مدد سے ملک پر مارشل لاء نافذ کر دیا۔ فوج اور سول سروس کی مشترکہ حکومت قائم کر کے خود آمر مطلق بن گئے اور پاکستان کو دوسرے المیہ سے دوچار کر دیا۔ جنرل ایوّب نے بہت جلد سکندر مرزا کو چلتا کیا اور خود مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر بن کر حکومت کرنے لگے ۱۹۵۸ء کے آخر میں سلطان شاہد جو روزنامہ غریب اور روزنامہ سعادت

Marfat.com

میں بیک وقت نیوز ایڈیٹر اور سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے تھے راقم الحروف کے دوست تھے، مجھے ادارہ سعادت کے دفتر میں لاتے اور روزنامہ سعادت کے مدیر اعلیٰ سے ملاقات کرائی اور کہا کہ سیفی صاحب میں ایک نیا کارکن صحافی لایا ہوں یہ آپ کے ادارہ میں کام کریں گے۔ جب میں نے سلطان شاہد کی بات سنی تو میں نے جناب سیفی صاحب سے عرض کیا کہ میں صحافت کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی میں ادیب اور لکھاری ہوں۔ میں تو صرف ایک کسان کارکن ہوں دوسرا میرا تعلق مزدور کسان سیاست سے ہے۔ سیفی صاحب نے بڑے غور سے میری بات سنی اور فرمایا ادارہ سعادت کسانوں کا حامی ہے مگر بائیں بازو کی سیاست کا مخالف ہے۔

حکیم عبدالرشید جیلانی مدیر ماہنامہ کلیدِ صحت ڈائجسٹ جو کہ متعدد طبی کتب کے مصنف و مرتب بھی ہیں اپنی یادوں کے دیپ ناسخ سیفی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

یہ دنیا فانی ہے ہر شے نے ایک دن فنا ہونا ہے طلوع کے بعد غروب، آغاز کے بعد انجام کے پھول بعد پھل کا آپس میں چولی دامن کا رشتہ ہے۔ موت ہر بشر کا مقدر ہے اور یہی حیات و ذیست یہی خاکہ اور اس کا اوّل و آخر قانون خالق حقیقی نے جو ودیعت فرمایا جسے ذرا نہیں جمود میں ہے اللہ جلّ شانہٗ نے انسان کو دنیا میں جس طرح بھیجا اسی طرح مقررہ وقت پہ اپنی جانب اٹھا لیا۔ ان انسانوں میں دو اقسام کے انسان ہر زمانہ میں آئے اور اپنا اپنا کردار ادا کر کے واپس چلے گئے۔ اوّل انفرادی زندگی رکھنے والے جو انفرادی موت کا شکار ہوئے جن کا نام ہوا کوئی نہ ہوا دوام اجتماعی زندگی رکھنے والے جن کے اٹھ جانے سے ایک خلاء پیدا ہو گیا اور اہل دنیا نے انہیں صدیوں تک یاد رکھا اور تاریخ نے

Marfat.com

ان کے کردار کو اپنی پیشانی کا جھومر ثابت کر دیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو مرنے کے بعد بھی زندہ رہے بقول شاعر ؎

ہمارے بعد ہمارے خیال گونجیں گے
ہمارا مر کے بھی دنیا سے رابطہ ہو گا

ایک شاعر نے اپنے خیال کا اظہار یوں کیا کہ :-

مرنا بُرا ہے اس کا جو اپنے لیئے جیئے
جینا ہے اس کا مر چکا جو قوم کے لیے

یہ حقیقت ہے کہ موت کی آندھی حضرت انسان کی روح تو لے اڑتی ہے مگر اس کے کردار جلائے ہوئے چراغ گل نہ کر سکی۔ انسانی کردار کے جلائے ہوئے یہ دیپ اس وقت تک روشن رہتے ہیں جب تک فلک پیر کے سینہ پر مہر و ماہ کی قندیلیں درخشاں ہیں۔ یہی وہ انسان ہیں جو صدیوں آنے والی نسلوں کو ایک روشنی دے جاتے ہیں اور آنے والا انسان اس روشنی میں منزل مقصود تک باسانی پہنچ جاتا ہے۔ ناسخ سیفی (مرحوم) بھی اپنے عہد کا ایک روشن چراغ تھے یہ بے مثال شخصیت کی خوبیوں کا ذکر کرنا جو ایسے راقم کو قدرت کیسے ہو سکتی ہے بہر حال میں اپنے واجب احتشام بزرگ و دولت ناسخ سیفی کے نشان دوام جناب خلیق الرحمن سیفی کی تحریک پر چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں قارئین میری ادبی غلطیوں کو درگزر فرمائیں اور دامن عفو میں جگہ عنایت فرما کر معاف کر دیں۔

ناسخ سیفی سے میری ملاقات ۱۹۵۶ء میں روزنامہ وقت کے دفتر میں ہوئی جہاں راقم اپنے بزرگ واجب الاحترام جناب مصطفےٰ مہکش سے ملنے گیا۔ تو سیفی صاحب بھی وہاں جلوہ افروز تھے مہکش صاحب مرحوم نے میرا تعارف کرایا۔ پھر اس کے یکے بعد دیگرے اکثر و بیشتر مطب میں تشریف لاتے۔ موصوف کا مسلک بریلوی تھا۔

Marfat.com

میرے خیالات دیوبندی تھے مگر روحانی بزرگوں اور باعمل علماء کو بلا امتیاز مسلک بندی کے احتشامی کیفیت سے ملنا اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتا ہوں اور یہی میرا اوّل و آخر مسلک ہے۔

سیفی صاحب صوم و صلوٰۃ کے پابند اور شب بیداری میں رکھتے تھے۔ یادِ الٰہی میں ہمہ وقت مستغرق رہتے طبیعت سیمابی تھی جسے طبّی نقطہ نظر سے مراقی کہا جاتا ہے طبیعت اس قدر احساس یہ ذرا سی بات پر گہرائی سے سوچنے، جسے عرف عام میں جنون کی حد تک سوچنا کہتے ہیں۔ یہ بات بھی چمکتے ہوئے سورج کی طرح روشن ہے کہ دنیا کا ہر بڑا آدمی دانشور، فلسفی، منطقی، مفکر عالم فاضل یا روحانیت کا پیکر قدرتی طور پہ مرقِ صادق کے پیکر ہوتے ہیں یعنی مرقِ صادق سودائے طبعی کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور سودائے طبعی مندرجہ ذیل شخصیتوں کا سرمایہ حیات یا سرچشمہ زلیت کہلاتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو مدمغ کہلاتے ہیں۔

سیفی صاحب نے صحافت میں جو مقام پیدا کیا ہے وہ ایمان صحافت پر ہمیشہ درخشاں رہے گا۔ تاریخ پاکستان نے جن نامور صحافیوں، ادیبوں، دانشوروں، شاعروں، نقادوں اور مبصروں کو جنم دیا ہے ان کی فہرست اگرچہ طویل ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے پیش کرنا اپنا منصبی فریضہ سمجھتا ہوں۔

حضرت مولانا ظفر علی، حضرت مولانا چراغ حسن حسرت، حضرت مولانا علم الدّین مولانا عبدالمجید سالک حضرت مولانا مجید لاہوری، جناب حمید نظامی یسین اور مولانا نسخ سیفی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے والہانہ عشق کی حد تک اخبار کی وساطت سے قوم کی بے لوث خدمت کی اور اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ جن کے نام اور کام دونوں ہر آنے والی نسلوں کے لیے نشانِ راہ ہوں گے۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں تحقیق و تحصیل و علوم کے حاصل

Marfat.com

کرنے میں وقف کر رکھی تھیں جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر وطن عزیز کا بول بالا کیا۔ انہوں نے بلاشبہ مشرق و مغرب کے علوم فلسفہ کے بحر بیکروں کی شناوری کی جس سے تلامذہ سے اساتذہ تک نے سر حاصل استفادہ اٹھایا جنہوں نے ہر دور کے سربراہ کو نیک مشوروں سے نوبدہ جیساکہ ایوبی دور میں جناب ناسخ سیفی نے ایوب مرحوم کو ایسے ایسے گراں، بہ مشورے دیئے یہی وجہ تھی کہ سابقہ صدر مملکت جناب محمد ایوب خان (مرحوم) سیفی صاحب کے معترف تھے ان دنوں روزنامہ سعادت کی اشاعت ہزاروں تک پہنچ گئی تھی اور اسی پرچہ کو لائل پور (فیصل آباد) میں ایک مقامی پرچہ کا ایک مقام حاصل ہوا یعنی مقامی پرچوں کا امام کہلایا جو آج بھی پوری تابانی سے درجہ دوم میں اوّل حیثیت رکھتا ہے یہ کمال صرف اور صرف سیفی صاحب اور ان کے محنتی عملہ کا عمر شیریں ہے۔

سیفی صاحب کو قائداعظم سے والہانہ محبت تھی مسلم لیگ کے سرگرم کارکن تھے پاکستان کے سچے فرزند تھے۔ صحافت ہو یا ادب شعر و شاعری ہو یا نعت گوئی کا جنون کی حد تک عشق تھا نبی کریمؐ سے اس قدر عشق تھا کہ جب کہیں رسول اللہؐ کا ذکر ہوا سیفی صاحب کا چہرہ متغیر آنکھوں میں نمی اور زبان سے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ورد رہتا سیفی صاحب سیف زبان سالک سیف قلم صحافی سیف متکلم ادیب تھے آپ جس مجالس (علمی۔ ادبی۔ صحافتی) میں تشریف لے جاتے گویا آپ کی حیثیت گل سرسبز کی ہوتی۔ دانشوروں کی محفل میں آپ کی بزرگی کو لائقِ صد تکریم سمجھتے اور آپ کے کردار اور دانشوری کو ایک مقام دیتے۔

سیفی صاحب مرحوم کی جو کھٹ علم و ادب صحافت شعر گوئی نعت خوانی اور تہذیب مشرق اور خلق احسنہ اور بیگانہ محبت و اخوت کی جو کھٹ گہوارہ اسلامی تھی جو بھی سیفی صاحب کے آستانہ پر گیا۔ روحانی، ادبی، صحافتی اور عشقِ رسولؐ کی حسب

Marfat.com

استطاعت دولتِ دوام لے کر واپس آیا۔ یہی وہ کرامات تھیں جس نے سیفی صاحب کو سیف و کردار اس بات کا ذکر بھی اپنا صحافتی فریضہ سمجھتا ہے کہ اس دنیا میں کئی لوگ ایسے ہیں جن کی خوبیاں ان کی خامیوں میں گم ہیں نیز ایسے بھی مشاہدہ سے گزرے ہیں جن کی خامیاں ان کی خوبیوں میں اسطرح گم ہیں جس طرح بطن صدف میں گہوانا شگفتہ بقول شاعر

نحیف موج اندھیر دل میں سر ٹپکتی رہی
صدف کے سینے میں جلتے رہے گوہر کے چراغ

یہ بات کوئی نمائش یا حاشیہ بردار ی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا یہ بطلِ جلیل ناسخ سیفی دانشوری صحافتی اور ادبی بحر کے گراں مایہ گوہر تھے۔ اب میں اگر کوئی خامی تھی بھی تو وہ موصوف کے کردار حمیدہ میں گم ہو کر رہ گئی تھی۔ مختصر یہ کہ سیفی کی یادوں کے دیپ تاریخ پاکستان میں ہمیشہ ہمیشہ روشن رہیں گے۔ بقول شاعر

صاحبِ کردار ہوتے ہیں جہاں میں جو بشر
نام ان کے ثبت ہیں پیشانیٔ تاریخ پر!

سیفِ محبت ناسخ سیفی مرحوم کو فیصل آباد کا آخری درویش صحافی قرار دیتے ہوئے سید انوار غالب نے ان الفاظ میں ان کی یادوں اور باتوں کا گلدستہ پیش کیا ہے

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے اہل ایمان میں تم سے اجرِ رسالت سوائے اس کے اور کچھ نہیں مانگتا کہ میرے بعد میرے اہلِ بیت یعنی میری اولاد اور اہل خاندان سے محبت کرنا خبردار کبھی کسی دنیوی معاملے یا بحث میں الجھ کر اُن سے جو میری اولاد میں سے ہوں کبھی بھی بدلحاظی یا کج

Marfat.com

بختی کا سلوک روا نہ رکھنا بیں تم کو اپنی اولاد سے نرمی محبت خوش خلقی اور حُسنِ سلوک کی وصیت اور تاکید کرتا ہوں میں تمہارے پاس اپنے بعد ایسی دو مضبوط چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان سے اپنا واسطہ اور تعلق برقرار رکھو گے تو قیامت تک کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ ایک قرآن حکیم اور دوسرے میرے اہلبیت ہیں ۔ دیکھنا میری اولاد کی ہر حال میں عزت اور تکریم ملحوظ خاطر رکھنا جو ان میں برگزیدہ نیک اور متقی ہوں گے ان کا خدا کی خوشنودی کے لیے لحاظ کرنا اس کا اجر میں خود تمہیں قیامت کے دن شفاعت کی سفارش کے ذریعے دونگا۔ مرحوم ناسخ سیفی اکثر یہ قولِ مبارک مجھے سنایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ شاہ جی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (غوث پاک قطب ربانی) کا ایک قول میرے ہر وقت پیش نظر رہتا ہے جو کہ حضرت پیر جماعت علی شاہ علی پور سیداں والے نے مجھے سنایا تھا کہ غوث پاک فرماتے ہیں کہ سادات کی عزت کرو کیونکہ یہ سلطان المشائخین اور سردار الاولیا حضرت علی علیہ السلام کی اولاد اصل و نسل رسول اور حسنین کی ذریت اور حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت بتولؑ کے چشم و چراغ ہیں اگر کسی نے کسی بھی سید کو کسی طرح بھی اپنے قول یا فعل سے ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی اس دن کی قبول عبادت بطور مواخذہ سلب کرے گا۔ سیفی صاحب سچے عاشق رسول محبِ اولیائے عظام اور سادات کی عزت کرنے والے پکّے اور اصلی سُنّی راسخ العقیدہ مسلمان تھے وہ ایک شب زندہ دار عبادت گزار نیک انسان تھے انہوں نے ہمیشہ ہی مجھے بہت عزت اور پیار دیا مجھے اٹھ کر گلے لگا کر ملا کرتے تھے میری باتیں غور سے سنا کرتے تھے اور میری تحریر کو جب کبھی پسند کرتے مجھے ضرور کچھ نہ کچھ انعام دیا کرتے تھے میں ان سے دو سو روپے تک مختلف اوقات میں انعام پا چکا ہوں مرحوم ایک کل وقتی صحافی اور محتاط دانشور اور بے تکان لکھنے والے قلم کار تھے وہ اپنی ذات میں ایک

Marfat.com

ناسخ سیفی رحؒ کی تحریکِ استقلال کے سربراہ اصغر خان کے ہمراہ ایک تصویر

خدائی خدمت گار خان عبدالغفار خان کے ہمراہ ناسخ سیفیؒ اور سورش کاشمیری کی ایک یادگار تصویر

Marfat.com

انجمن تھے وہ بے حد نرم گفتار متحمل مزاج اور روادار شخصیت کے حامل تھے زود رنج مگر دبیر شناس تھے۔

فیصل آباد میں صحافت کے بانیوں میں سے ایک سرخیل اور میر کارواں تھے وہ چہار درویشوں میں سے ایک تھے جن کی رفاقت کا لوہا مرحوم ایوب خان مانتے تھے میری ان سے پہلی ملاقات میرے سسر مکرم مرحوم کیپٹن ممتاز ملک سینئر نائب مدیر روزنامہ "نوائے وقت" لاہور سابق ڈائریکٹر اطلاعات مغربی پاکستان کی وساطت سے میکلوڈ روڈ لاہور والے ان کے دفتر میں ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ کو ہوئی وہ تسبیح کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے مختصر تعارف کے بعد نیوز ایڈیٹر کے طور پر کام سپرد کر دیا تب سے اب تک میں روزنامہ سعادت لاہور سے وابستہ چلا آرہا ہوں وہ جب لاہور آتے اکثر مجھے خصوصی ملاقات اور تبادلہ خیال کا شرف عطا کیا کرتے تھے باتیں مشورے اور منصوبے بیان کیا کرتے تھے داد لیتے اور دیتے تھے آخری ملاقات ان کی اس وقت مجھ سے ہوئی جب کوپر روڈ والے موجودہ دفتر سعادت لاہور میں وہ علاقائی اخبارات کی ملک گیر انجمن کے کنوینر کے طور پر یہاں اپنے رفقاء سے مشورت کی خاطر برائے انعقاد کنونشن تشریف لائے تھے اس کے بعد ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ یہی وہ ملاقات تھی جبکہ انہوں نے سعادت کا یورپی سمندر پار انگریزی ایڈیشن شائع کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ سیفی صاحب مرحوم محبت کی تلوار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو گھائل کرنے کا فن جانتے تھے۔

میں نے بچشم خود ان کے میٹھے بول کے جادو کو سر چڑھ کر بولتے دیکھا اور سنا ہے ان سے اپنے اور بیگانے سبھی پیار کرتے تھے وہ بے حد ملنسار بزرگ صحافی تھے قائد اعظم تحریک پاکستان اسلام اور سنیت کو اگر ایک نام دیا جا سکتا ہے تو صرف ملک امام بخش ناسخ سیفی (مرحوم) کا انہوں نے تا مرگ مسلم لیگ کے مشن کو سینے سے لگائے

Marfat.com

رکھا ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی جو قرارداد لاہور میں منظور کی گئی اس کا مسودہ تیار کرنے والوں کو سیفی صاحب نے سعادت کے کالموں اور اپنے تحریری مشوروں کے ذریعے ایسا مواد فراہم کر دیا تھا جس کی روشنی میں یہ تاریخی دستاویز مسلم لیگ نے تیار کرا کے پاس کی تھی وہ استقبالیہ کمیٹی کے بھی رکن تھے قائداعظم جب لائل پور (موجودہ فیصل آباد میں) گئے تھے تو نا سخ سیفی سے انہوں نے اہم سیاسی تجاویز پر تبادلہ خیال کیا تھا جن میں ہندو پریس کے خلاف مسلمان پریس اور علاقائی اخبارات کو منظم کرنے کا منصوبہ سرفہرست تھا جو بعد ازاں پروان نہ چڑھایا جاسکا تھا۔ انہوں نے بانی پاکستان قائداعظم کو سُنّی فقہ نافذ کرنے کے لیے بھی قائل کر لیا تھا اور تحریک پاکستان کو سنیت کے فروغ کے مقاصد سے ہم آہنگ اور دو قومی نظریے کی قوت متحرکہ تسلیم کرا لیا تھا لیکن حالات نے ساتھ نہ دیا اور قائداعظم چل بسے مرحوم سیفی صاحب نے اپنا مشن ترک نہ کیا اُسے جاری رکھا وہ مولانا ظفر علی خان کے ساتھ بھی کام کر چکے تھے اور ہمیشہ مسلم لیگ اور تحریک سنیّت کے ساتھ رہنے کا حلف اٹھا چکے تھے۔ وہ تحریک پاکستان کے حقیقی مقاصد کو قائداعظم کے بعد اچھی طرح مکمل اور بھرپور انداز سے سمجھنے والے واحد پنجابی اخبار نویس دانشور اور مذہبی و سیاسی رہنما تھے انہوں نے ہمیشہ مسلم لیگیوں کو فہمائشی انداز میں کیے ہوئے وعدے اور بھولے ہوئے مشن کی یاد دلائی وہ تحریک پاکستان کے ساتھ بے وفائی کرنے والوں کے خلاف استغاثے کے گواہ تھے اور ان کے خیالات و افکار اسلام پاکستان اور مسلم لیگ کے مشن سے بے وفائی کرنے والے نا ہنجاروں کے لیے تاریخ کے تھانے میں ایک ایف آئی آر کی مانند تھے۔

سیفی صاحب نے مجھے خود کئی بار یہ بتایا تھا کہ انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کو مسلم لیگ کے ذریعے تسلیم کرانے کے لیے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کے

Marfat.com

خلاف کس طرح سُنّی پریشیر گروپ تشکیل کرایا تھا۔ نیز کس طرح تحریک ختم نبوّت کو طاقت کے ذریعے دبانے کے لیے مرکزی اور صوبائی مسلم لیگی حکومتوں نے محض امریکی گندم لینے کے لالچ میں خفیہ گٹھ جوڑ کر رکھا تھا وہ اعظم خان کو دس ہزار سے زیادہ عاشقانِ رسول کا قاتل اعظم کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کئی بار یہ بات دہرائی کہ سکندر مرزا کو مارشل لاء لگانے کا مشورہ مسلم لیگ کی ہائی کمان نے خود دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ان کے پاس ایسے شواہد کی کوئی کمی نہیں تھی جن کے ذریعے وہ یہ ثابت کیا کرتے تھے کہ گورنر جنرل غلام محمد کو دستور ساز اسمبلی توڑنے کا مشورہ دیا تو خود خواجہ ناظم الدّین نے برطانوی حکومت کے ایماء پر اور خوشنودی کے لیے برطانیہ اور امریکہ کے سفیروں کے ذریعے دیا تھا اور براہِ راست بھی خواجہ ناظم الدّین نے گورنر جنرل پاکستان غلام محمد کو اسمبلی توڑنے کا مشورہ دیا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ مرحوم سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کو ترقی دینے میں سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی اور سہروردی نے اہم کردار ادا کیا تھا ان کے کہنے کے مطابق دونوں نے وزیر دفاع کی حیثیّت سے خود مرحوم ایوب خان سے مارشل لاء نافذ کرنے کو کہا تھا۔ غلام محمد بھی ایوب خان کو حکومت سنبھالنے کو کہہ چکے تھے مگر سابق صدر سکندر مرزا نے یہ کام کر دکھایا۔ سیفی صاحب مرحوم نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ محترمہ فاطمہ جناح کو۔ جنرل اعظم خان اور چوہدری محمد علی نے تیکا لیموں سے سیاسی قیادت چھیننے کی سازش کے تحت ایوب خان کے خلاف صدارتی امیدوار بنایا تھا یہ منصوبہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے کمیونسٹوں سے مل کر تیار کیا تھا جسے مولانا بھاشانی نے عین وقت پر ناکام بنا دیا اور ایوب خان سے جا ملے وہ کہا کرتے تھے کہ شیخ مجیب الرحمٰن کو چھ نکات کا فارمولا ایم ایم احمد اور بعض مرزائی افسران نے کمیونسٹ نظریات کے زیرِ اثر سوشلسٹ افسران کے ذریعے دیا تھا ان کا یہ

Marfat.com

پختہ خیال تھا کہ شیخ مجیب الرحمن از خود بنگلہ دیش بنانا نہیں چاہتا تھا بلکہ بھاشانی سہروردی اور دوسرے بنگالی لیڈروں نے اینگلو امریکی سامراج سے مل کر یہ منصوبہ قادیانی افسروں کے ذریعے منظم انداز میں اس طرح سے پروان چڑھایا تھا کہ خود مجیب بھی بے بس ہو کے رہ گیا ان کے نزدیک بھٹو کا بھارت اور اسرائیل سے بنگلہ دیش کے قیام کے بارے میں قادیانی جماعت کی وساطت سے خفیہ پیکٹ ہو چکا تھا اور مسٹر بھٹو بھی درپردہ ان کے بقول اگرتلہ سازش کیس کا ایک اہم کردار تھے۔

اسی لیے تاشقند کے اعلان کے خلاف مسٹر بھٹو نے اینگلو امریکی مفادات کو پروان چڑھانے کے لیے تحریک شروع کی تھی جو کہ سی آئی اے کی تحریک تھی انہیں اسلامی سوشلزم کا نعرہ ظفر اللہ نے دیا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر میں نے کوئی کتاب لکھ کر شائع کرادی تو اس ملک کی سیاست درہم برہم ہو جائے گی۔ مرحوم سیفی صاحب ایک زندہ و مجسم تاریخ پاکستان تھے انہوں نے پاکستان کے قیام اور اس کے بعد اس کے تحفظ و بقاء و استحکام سالمیت اتحاد اور یک جہتی کے لیے بہت کام کیا اور آخر کار چل بسے ان کی زبان اور قلم کو صرف خدا ہی اظہار سے روک سکا وقت کی کوئی حکومت ایسا نہ کرسکی سیفی صاحب یحییٰ خان، بھٹو، ٹکا خان اور ایم ایم احمد کو بنگلہ دیش بنوانے کا مجرم اور ذمہ دار سمجھتے تھے انہوں نے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو پاکستان کے بچھڑے ہوئے بھائی کو پھر سے ملانے کے لیے پاک بنگلہ دیش کنفیڈریشن قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی جسے صدر ضیاء الحق نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس پر مناسب وقت پر غور کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا صدر ضیاء الحق نے نفاذ و قیام مصطفےٰ کے سلسلے میں مرحوم سیفی صاحب کے لاتعداد مشوروں سے استفادہ کیا ہے وہ اکثر و بیشتر صدر کو خط لکھ کر اپنے منصوبوں

Marfat.com

سے آگاہ کیا کرتے تھے مجلس شوریٰ کے قیام اور غیر جماعتی انتخابات کے انعقاد کے علاوہ انتخابات سے قبل سیاستدانوں کا محاسبہ کرنے کی تجویز بھی صدر کو انہوں نے ہی پیش کی تھی وہ یقیناً ایک مخلص مشیر حکومت تھے۔

سیفی صاحب نے سابق صدر یحییٰ خان کو ان کی پہلی اخباری کانفرنس کے دوران اپریل ۱۹۶۹ء میں ایک سوال کر کے آئندہ عام انتخابات کی تاریخ کا اعلان کرنے پر مجبور کر دیا تھا ان کی اس جرأت اور بے باک مہارت کا لوہا ہر کوئی مان گیا تھا اس دور کے تمام اخبارات نے جلی اور شہ سرخیوں سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے کونے کونے میں اس سوال اور یحییٰ خانی اعلان کو شائع کیا تھا وہ واحد اخبار نویس ہیں جنہوں نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو ملک میں موجودہ سیاسی جماعتوں کی حقیقی تعداد پریس کانفرنس کے دوران لاہور میں بتائی تھی جس پر صدر ضیاء الحق نے برملا اعتراف کیا تھا کہ میں روزنامہ سعادت کو خصوصی طور پر پڑھتا ہوں۔ مرحوم نے سماجی اقتصادی مذہبی سیاسی اور اخلاقی ہر اعتبار سے حکومت اور عوام کو اپنے دل کی بات بتانے سے کبھی بھی دریغ تک نہ کیا انہوں نے ہمیشہ بڑوں کی عزت کرتے رہنے اور احتیاط محبت نرمی اور رواداری کا ثبوت دیا تھا وہ نو تبر صحافت کے لیے ڈٹ جانے والے مجاہد تھے ایک بار میری موجودگی میں ایک سی آئی ڈی کے ڈی ایس پی نے آکر سیفی صاحب سے کہا کہ آپ کا اخبار غلط خبر شائع کر چکا ہے تو انہوں نے اُسے جھڑک کر کہا تھا کہ آپ میرے دفتر سے تشریف لے جائیں میں یہ خبر دوبارہ شائع کروں گا اور دیکھوں گا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ میرا کوئی ملازم یا ساتھی بدعنوان اور غیر ذمہ دار نہیں ہے آپ کو دھوکہ ہوا ہے یا پھر آپ شرارت کے تحت شرانگیز جھوٹ گھڑ رہے ہیں۔ مرحوم نے ایک بار مجھے بتایا کہ وہ تحریکِ پاکستان کے لیے تقاریر بھی کرتے رہے ہیں اور خود ہی جلسوں کی رپورٹنگ

Marfat.com

کے بھی فرائض انجام دیتے رہے ہیں ان کا حافظہ بہت تیز تھا وہ بھولے ہوئے واقعات کو تسلسل کے ساتھ بیان کر دیا کرتے تھے انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ سر ظفر اللہ خان ممدوٹ اور دولتانہ نے لیاقت علی خان سے مل کر شیخ عبد اللہ اور بخشی غلام محمد اور صادق کو قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات نہ کرنے دی اور یوں مسئلہ کشمیر پیدا کر دیا ورنہ شیخ عبد اللہ الحاق پاکستان کے معاہدے کے بارے بات چیت کرنے آئے ہوتے تھے کشمیر پہ حملے کی خبر کو ممدوٹ نے اخبارات میں شائع کرا کے سارے منصوبے کو ناکام کرا دیا ورنہ کشمیر پہ پاکستان کا فوجی قبضہ یقینی ہو جاتا انہوں نے اکثر یہ بات بھی دہرائی کہ خود قائد اعظم محمد علی جناح نے جوگندر ناتھ منڈل کو اپنے ہاتھ سے پاکستان کے دستور کے اہم نکات لکھ کر دیئے تھے مگر وہ آج تک منظر عام پر نہ لائے جا سکے مرحوم سیاسی معلومات کا خزانہ تھے انہوں نے ایک بار مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ ایوب خان نے جنگ بندی محض آنجہانی صدر امریکہ مسٹر جانسن کے انتہائی حکم پہ کی تھی اور اعلانِ تاشقند پر امریکہ کے کہنے کے مطابق دستخط کیے تھے مگر بڈابیر کا اڈا اٹھوانے کی وجہ سے امریکہ ان کے مخالف ہو چکا تھا اس لیے امریکی سی آئی اے نے ان کے خلاف تحریک چلوا دی جو بعد ازاں ایوب خان حکومت کے ساتھ ملک کو بھی دو لخت کرانے کا موجب بن گئی۔

سیفی صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ سابق شاہِ افغانستان ظاہر شاہ اور شاہ ایران محمد رضا پہلوی نے سکندر مرزا سابق صدر پاکستان کے ساتھ پاک ایران افغان کنفیڈریشن قائم کرنے کا معاہدہ طے کر لیا تھا مگر سردار داؤد نے اسے سبوتاژ کرا دیا جب کہ پاک افغان تعلقات بگاڑنے کی ذمہ داری وہ برملا طور پہ سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں قادیانی اور لیاقت علی خان سابق وزیر اعظم پاکستان پر عائد کیا کرتے تھے وہ محکمہ بحالیات پولیس اور محکمہ مال کو تمام تر خرابیوں بدعنوانیوں ناانصافیوں اور ملک میں سیاسی، سماجی

اقتصادی اور انتظامی عدم استحکام کی جڑ قرار دیا کرتے تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ رشوت اور جھوٹ نے ملک کو تباہ کر دیا ہے لیاقت علی خان نے کمشنر لاہور کو انار کلی لاہور کی دکانیں یوپی والوں کی آمد پر الاٹ کرنے کا جو تاکیدی حکم دیا تھا اس کا ذکر اکثر اقربا نوازی اور خطہ پروری کے ضمن میں حوالہ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے بارہا یہ خیال ظاہر کیا کہ اگر محکمہ بحالیات کلیموں کے نقد معاوضوں کی ادائیگی اور متروکہ جائیدادوں کی منتقلی اور دوبارہ خرید و فروخت کی ممانعت کر دیتا تو آج نہ مکانوں کے کرائے بڑھتے نہ رشوت کا دور دورہ ہوتا نیز نہ ہی زر، زن اور زمین کے نت نئے جھگڑے رونما ہوتے وہ اپنی آخری ملاقات میں مجھ سے یہ وعدہ کر کے گئے تھے کہ غیر قانونی بوگس اور جعلی کلیموں کے ذریعے حاصل کی گئی جائیدادوں کو منسوخ کرانے کا قانون بنوانے کے بارے میں وہ صدر ضیاء الحق کو ایک تفصیلی خط لکھیں گے تاکہ دھوکہ دہی اور غبن یا بدعنوانی کے ذریعے یتیم بیوہ مسکین غریب اور مستحق و نادار افراد کا حق مارنے والوں کا محاسبہ کر کے حق دار کو اس کا حق واپس دلایا جا سکے وفاقی محتسب کے ادارے کے قیام کی تجویز بھی سیفی صاحب نے صدر ضیاء الحق کو پیش کی تھی وہ سرکاری دفاتر میں نماز کی ترویج کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی کے پروگراموں میں اسلامی رنگ پیدا کرنے کے فیصلے بھی انہی کی تجاویز اور آراء کی عکاسی کرتے ہیں مرحوم کی زندگی ایک کھلی کتاب تھی وہ ایک عہد کی یادگار اس کے گواہ اور بجائے خود ایک زندہ و متحرک عہد تھے وہ ایک تاریخی تسلسل کے مشاہد بھی تھے اور پاکستان کے تخلیقی عمل میں ساجھے دار دانشور بھی تھے، سیفی صاحب نے انڈونیشیا اور سعودی عرب کی حکومتوں کو بعض نادر مشورے دیئے تھے جنہیں ان حکومتوں نے شرفِ قبولیت و پذیرائی بخشتے ہوئے ان سے کما حقہٗ استفادہ بھی کیا تھا۔

Marfat.com

سعودی عرب کے سابق شاہ فیصل اور موجودہ شاہ فہد بن عبد العزیز سمیت مرحوم شاہ خالد سے بھی ان کی مراسلت تھی بعض خطوط تو آج بھی ان کے ریکارڈ میں موجود ہیں جو سعودی شاہی خاندان و حکومت کے ساتھ سیفی صاحب کی وابستگی اور تعلق خاطر کا منہ بولتا ثبوت ہیں انہوں نے اپنے مشن کی وفاداری کی بدولت زندگی بھر اپنے اور بیگانوں کے پیہم ستم سہے مگر اپنے مقصد کی لگن سے منہ نہ موڑا اختر سدیدی صاحب سے زیادہ اس حقیقت کا کون واقفِ حال ہے کہ وہ مسلسل ناانصافیوں کا شکار بنائے جاتے رہے لیکن ہنس ہنس کر یہ ستم سہتے رہے بقول شخصے بس یہی ہے اپنا مآلِ خویش۔ قہر درویش بر جان درویش۔ پس یہ اس چوتھے درویش کی مختصر کہانی کے چند نمایاں خدوخال ہیں۔

جس وقت پاکستان کے قیام کی تحریک بحث و نظر اور تنقید و تنقیص کا موضوع بنی ہوئی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب برطانوی حکومت نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ نافذ کیا تھا مسلم لیگ نے اس قانون کو یکسر مسترد کر دیا اور پانچ سال کے عرصے میں ایک کُل ہند اجلاس لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں منعقد کر کے ہندوستان کی تمام مسلم لیگ کی شاخوں کے نمائندوں کا یہ فیصلہ سنایا کہ ۱۹۳۵ء کا ایکٹ مسلم لیگ کو قطعاً نامنظور ہے یہی وہ اجلاس تھا جس میں مرحوم ناسخ سیفی (ملک امام بخش) کمالیہ سے نواب سعادت علی خان کے ساتھ نمائندگی کرنے لاہور آئے تھے بلکہ وہ استقبالیہ کمیٹی میں بھی شامل تھے جو دوسرے علاقوں کے مسلم لیگی وجود کے قیام و طعام کا بندوبست کرنے کے کام پر مامور تھے سعادت اخبار نے گذشتہ تین سالوں میں جو بھرپور پرچار مسلم قوم پرستی کے نظریئے کا کیا تھا اس کی بنیاد پر سیفی صاحب نے مسلم لیگ کی ہائی کمانڈ کو قرارداد لاہور کی تیاری کے سلسلے میں خاصا خام مواد فراہم کیا تھا اس حوالے سے سال ۱۹۸۷ء اس

Marfat.com

لحاظ سے ایک اہم سال ہے کہ لاہور میں علاقائی اخبارات کا پہلا کنونشن ۶ مارچ کو ہوا جس کا افتتاح صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور اختتام وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات قاضی عبدالمجید عابد کے ہاتھوں ہوا۔ یہی وہ سال ہے جب روزنامہ سعادت کے قیام کو پچاس سال پورے ہو گئے ہیں۔ مرحوم سیفی صاحب نے قائد اعظم محمد علی جناح کی خواہش اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نواب سعادت علی خان مرحوم کے کہنے پر ہی وسطی پنجاب سے ہندو پریس کا جواب دینے کے لیے مسلمانوں اور قائداعظم کی مسلم لیگ اور افکار کا ترجمان سعادت نکالا تھا اس سلسلے میں ضروری دستاویزات کا ریکارڈ نواب سعادت علی خان اور قائد اعظم کی دستاویزات میں یقیناً موجود ہو گا۔

سیفی صاحب نے علاقائی اخبارات کو ہندو پریس کے خلاف ایک موثر اور منظم آواز بنا کر پیش کرتے میں اپنی ساری زندگی بسر کر دی انہوں نے دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح مسلم لیگ اور قائد اعظم کی خدمت کی اور پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے تقریباً ہر حکمران کو مفید مشوروں سے نوازا جن کا تذکرہ کم ہی سامنے آیا ہے۔ چنانچہ موجودہ حکومت کے سربراہِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو ریفرنڈم کرانے اور عہدۂ صدارت سنبھالنے کے علاوہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نفاذ کا مشورہ بھی انہوں نے تجویز کیا تھا۔ مرحوم سیفی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل درست تھا کہ ان کی ترغیب پر ہی صدر ضیاء الحق بنگلہ دیش سے والہانہ قربت کی جانب مائل ہو سکے تھے۔ اس دنیا میں آج سیفی صاحب تو نہیں ہیں مگر ان کا بنایا ہوا پاکستان موجود ہے مگر افسوس ہے کہ اس ملک میں رقص و سرود اور لہو ولعب کے پیشے سے وابستہ افراد نیز مسخروں اور ایکٹروں یا بھانڈوں، میراثیوں کو تو بعد از مرگ یا اُن کی زندگی میں اعزازات سے نوازا گیا مگر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق

Marfat.com

ناسخ سیفی دیگر صحافی ساتھیوں کے ہمراہ بانئ پاکستان کے مزار پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں

اور مسلم لیگی وزیر اعظم محمد خان جونیجو یا سابق کسی بھی مسلم لیگی حکومت نے انہیں کوئی اعزاز تک دینے کا اہل نہیں گردانا حالانکہ جنگ عظیم دوئم کے وقت سے ان کی بعض اہم تجاویز لندن، واشنگٹن، بون، پیرس، روم، ٹوکیو اور ماسکو کی وزارت ہائے خارجہ و دفاع کے پاس بطور ریکارڈ موجود چلی آ رہی ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری لندن اور ماسکو کے اطلاعاتی ریکارڈ میں سعادت کی فائلیں محفوظ ہیں جن سے اُن کے دانشور استفادہ کرتے ہوں گے۔

صدر ضیاء الحق نے ہر کہ بہ قامت کہتر بہ قیمت بہتر کے مصداق روزنامہ سعادت کو قومی جرائد کی صف میں اس کے مُثبت نظریئے اور دو ٹوک اسلامی قومی پالیسی کے اعتبار سے شامل کیا ہے جس کا حوالہ ممتاز احمد طاہر کے سپاسنامے میں بھی ملتا ہے جو کنونشن میں، ۷ مارچ ۱۹۸۷ء کو پیش کیا گیا تھا۔ مرحوم سیفی صاحب نے علاقائی اخبارات کو ایک فیصلہ کن قومی قوت بنانے اور تحریک نظامِ مصطفیٰ کو فعال بنانے کی خاطر قائداعظم محمد علی جناح کو اپنی لائلپور والی مُلاقات کے دوران قائل کر لیا تھا مگر آج تک حکومت کی طرف سے اس بارے میں کوئی فیصلہ کن قدم نہیں اٹھایا گیا بلکہ علاقائی اخبارات کے گلے پر ناانصافی اور استحصال کی کُند چھری پھیر دی گئی ہے۔ سیفی صاحب کے اخبار سعادت کو اس تحریک کا سرخیل ہونے کی رعایت سے کچھ

Marfat.com

زیادہ ہی دبایا گیا ہے اس کے اشتہارات مختلف حیلے بہانوں سے کم یا بتدریج ختم کیے جا رہے ہیں حالانکہ اس لیگی اخبار کو ایک قومی ثقافتی ورثے کی تاریخی اور یادگاری حیثیت دیتے ہوئے مزید ترقی اور استحکام دینے کے لیے حکومت کی مناسب امداد و اعانت دی جانی چاہیئے تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ سیفی صاحب سے بعد از مرگ جو حسنِ سلوک روا رکھا گیا تو یہ کوئی حیران کن بات نہیں ہے بلکہ ان کی زندگی میں ہی انہیں کچھ کے دے دے کر اس طرح بھینچا جا رہا ہے کہ وہ آخر کار مسلسل اذیّت پسندانہ دہشت اور لامتناہی امتیازی اور استحصالی سلوک کے سلسلے اور مالی مشکلات سے دوچار کرنے کے لیے میٹھے زہر ہلاہل کے مستقل اور بتدریج استعمال سے رفتہ رفتہ قتل کیے گئے اور تاریخ و سیاست کے مقتل میں انہیں مسیح بے صلیب کی حیثیت سے لاکر حُب الوطنی اسلام دوستی اور مسلم لیگ نیز تحریک سُنّیت کی حمایت کی پاداش میں اس طرح مارا گیا کہ وہ بستر علالت سے قبر میں چلے گئے مگر کسی کو اس خاموش قتل کی سازشی کڑیوں کا ادراک تک نہیں ہو سکا۔ یہ کوئی مبالغہ یا شاعرانہ تعلّی نہیں بلکہ ایک عین تاریخی معلومہ و ثابتہ حقیقت ہے کہ غیر لیگی امروز، ڈان اور پاکستان ٹائمز سمیت ملک کا کوئی بھی روزانہ جریدہ روزنامہ سعادت سے زیادہ پُرانا اور تحریکِ قیام پاکستان کا سرخیل و غمخوار نہیں ہے علامہ اقبال مرحوم کی زندگی میں شائع ہونے والے اس جریدے کے اکثر شمارے شاعرِ پاکستان علامہ اقبال اور بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کے زیرِ مطالعہ رہے ان مقتدر قومی رہنماؤں نے بارہا روزنامہ سعادت کے مندرجات اور تجاویز و آراء سے اپنے قول و فعل میں استفادہ بذریعہ اخذ و استنباط انطباق اور اطلاق بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر کیا۔ مرحوم سیفی صاحب ایک کھلی کتاب تھے وہ ایک متحرک تاریخ تحریک و قیام پاکستان تھے انہیں سر چھوٹو رام اور بعض دیگر کانگریسی لیڈروں نے لاکھوں روپے کی رشوت پیش کی تھی مگر وہ پاکستان کے خلاف

Marfat.com

روزنامہ سعادت کو استعمال کرنے پر آمادہ نہ ہوئے قتل کی دھمکیاں بھی انہیں مرعوب نہ کرسکیں مگر اپنوں یعنی مسلم لیگیوں کے بلا تیغ و تفنگ ستم اس قدر شدید تھے کہ وہ جانبر نہ ہو سکے روزنامہ سعادت کی فائلوں کو اگر قومی دستاویزات کا درجہ دیدیا جائے، تو سرکاری طور پر قرارداد لاہور مارچ ۱۹۴۰ء کے سیاسی پس منظر اور قیام پاکستان کی کامیابی اور پیش منظر کے بارے ضخیم جلدوں پر مشتمل تاریخی کتب اور حوالہ جاتی مستند مواد تیار کرنے کا کام سرانجام دیا جاسکتا ہے اس کام کے لیے سرکاری اعانت سے زیادہ پاکستان مسلم لیگ اور سُنیّت کی تحریک کے نیز اسلام کے حامی مخیّر اور اہلِ علم اور پاکستان دوست مذہبی اور سیاسی عناصر کے مادی اور اخلاقی تعاون کی اشد ضرورت ہے۔

اگر نصابی کتب میں تاریخی واقعات کو تحریف شدہ عبارتوں اور مسخ شدہ متون سے پاک کرنے کے لیے سعادت کے حوالے بھی استعمال کیے جائیں تو طلبہ کا ذہنی قبلہ درست کرنے میں خاصی کامیابی حاصل ہوسکتی ہے سابقہ لائلپور (اور موجودہ فیصل آباد) ضلع کے بارے سرکاری گزیٹر تیار کرتے وقت آئندہ سعادت سے تاریخی حوالہ جات استعمال کیے جانے چاہیں اور بانی سعادت ناسخ سیفی کے بارے بھی خصوصیت کے ساتھ تذکار اس میں کیا جانا چاہیئے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ضلع فیصل آباد کے علاوہ مقامی محکمہ اطلاعات کے کارپردازوں کو بھی اس غلطی اور ناانصافی کا آئندہ ازالہ مافات کرنے کی ناگزیر سعی مشکور کرنے سے ہرگز تغافل و تساہل نہیں برتنا چاہیئے کیونکہ ناسخ سیفی ؒ کے تذکرے کے بغیر دُلا بھٹی کے دادا ساندل بار کی اس اکھیلی دھرتی اور تحریک قیام پاکستان اور اسلامی صحافت و سیاست کی تاریخ مستند طور پر مرتب کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ صدرِ پاکستان، وزیرِ اعظم پاکستان وفاقی وزیر اطلاعات صوبائی گورنر اور وزیرِ اعلیٰ پنجاب سب کو اپنے اپنے دائرہ ہائے کار میں روزنامہ سعادت اور اس کے بانی کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے از خود ان کی سالانہ برسی پر آئندہ

Marfat.com

پیغامات ارسال کرنے چاہئیں۔ نیز ایک وفاقی یا صوبائی سطح پر کمیٹی قائم کی جانی چاہیئے جو تحریک پاکستان کے بارے میں تمام اخبارات اور شخصیات کے کردار، اہمیت اور اعانت یا افادیت کے سلسلے میں چھان بین کرنے کے بعد مواد کتابی شکل میں شائع کرے۔

اس طرح پاکستان کو اندرون اور بیرون ملک اپنے قیام اور سربلندی کی مرحلہ وار داستان بیان کرتے میں آسانی ہوگی سید شریف الدین پیرزادہ، رضوان احمد اور دیگر حضرات نے حتیٰ کہ چوہدری محمد علی سابق وزیر اعظم تک نے قیام پاکستان کی تاریخ کے واقعات قلم بند کرتے ہوئے تحریف سے کام لیا ہے اور سعادت اور ناسخ سیفی کے کردار اور خدمات کا کوئی ذکر تک نہیں کیا ہے اسی طرح قائد اعظم اور مسلم لیگ کی سیاست کے حوالے یا اس برصغیر میں صحافت یا قومی تحریکوں کے حوالے سے بھی جو مرتب شدہ مواد دستیاب ہے اس میں بھی تحریفی یلغار اپنے عروج پر ہے۔

ذاتی یادداشتوں کی جو جنگ چند برسوں سے ایوب خاں مرحوم کی خود نوشت کے بعد شروع ہوئی ہے اس میں بھی تاریخ کے مستند مواد اور سیاسی حقیقتوں سے انحراف عیاں ہے۔

اگر ایک قومی سطح پر انسداد تحریف تاریخ کمیشن قائم کیا جائے تو یہ ہماری آئندہ نسلوں پر ایک احسان عظیم ہوگا انڈیا آفس لائبریری کے ریکارڈ کے حوالے سے مسلم لیگ کا تردیدی اور وضاحتی موقف تیار کرنے کے لیے قائد اعظم اور علامہ اقبال کی تحریرات و ارشادات کے بعد روزنامہ سعادت کے مواد کو بھی مستند تاریخی مواد کی حیثیت سے استعمال کیا جا سکتا ہے زندہ قومیں اپنے قومی اور سماجی اداروں مشاہیر اور افکار و نظریات کی امین اور محافظ ہوا کرتی ہیں۔

صحافت، سیاست ادب معاشرے اور تاریخ کا چولی دامن کا ساتھ ہے صحافت ہر طبقہ فکر کو متاثر کرتی ہے اور اس سے کماحقہ متاثر ہوتی بھی ہے بعض شخصیات صحافت

Marfat.com

اور ریاست کو متاثر کرنے کا جوہر رکھتی ہیں انہیں زمانے کا نقیب ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے تاریخ ایک ایسی امٹ سچائی ہے جو ہر دور میں اپنا لوہا منواتی ہے بعض شخصیات کے حوالے سے واقعات اور حالات کا تسلسل مرتب کرنے میں مؤرخ کی رہنمائی کرتی ہے ناسخ سیفی ایک نام ہی نہیں ایک ادارہ ایک نظریہ اور ایک تاریخ اور اس کی کڑیوں کا بھی نام ہے برصغیر میں ادب وصحافت کی تاریخ لکھنے والا مؤرخ کسی طور بھی یہ بات فراموش نہیں کر سکتا کہ قیام پاکستان کی تحریک میں علمائے اہلِ سنت کا کردار ایک منفرد اور فیصلہ کن عنصر اور قوت کے طور پہ امر مسلّمہ ہے سنی اخبارات وجرائد نے پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو بیدار کرنے میں بہت کام کیا مثال کے طور پر روزنامہ سعادت فیصل آباد/لاہور کا ذکر کیا جا سکتا ہے یہ جریدہ پہلے مسلم لیگی کارکن ناسخ سیفی کی ادارت میں ۷، ۲ اگست ۱۹۳۷ء کو پندرہ روزہ اخبار کی صورت میں کمالیہ (ضلع فیصل آباد) سے جاری ہوا۔ ناسخ سیفی جن کا انتقال ۷ —— جولائی ۱۹۸۴ء کو فیصل آباد میں ہی ہوا اب اگرچہ مرحوم ہو چکے ہیں مگر ان کا نام تاریخ کے قلب میں بدستور امانت ارضی کے طور پہ موجود رہے گا۔ مرحوم ناسخ سیفی کا نام ملک امام بخش ناسخ کمالوی ہوا کرتا تھا اور غلام رسول انور جو کہ بعد میں انور نظامی کے قلمی نام سے مشہور و معروف ہوتے اور عبدالستار بھٹی سعادت کے مدیرانِ اعزازی تھے سعادت نے اپنا آغاز تحریک پاکستان کی ترجمانی سے کیا اس نے اپنے تیسرے شمارے مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء میں امور و نکات کے کالم میں لکھا تھا کیا کبھی کانگرس نے حادثہ پانی پت یا مسئلہ شہید گنج میں بھی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ہندو قوم کو ہڑتال کا حکم جاری کیا مگر ہمارے خود غرض کانگرسی مسلمان لیڈر ہیں کہ نیا آئین ہو یا تحریک لوچیر خانہ ہڑتال کی تحریک کر دیتے ہیں یہی اخبار جب بعد ازاں پندرہ روزہ سے ہفت روزہ ہو گیا اور ۲۲ اپریل ۱۹۴۵ سے کمالیہ کی بجائے فیصل آباد

Marfat.com

سے نکلنا شروع ہوا تو اندریں اثنا فیصل آباد میں جب بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں کانفرنس ہوئی تو اس موقعہ پر سعادت کا ایک خصوصی ایڈیشن شائع کیا گیا مشائخ عظام اور علمائے اہل سنت کے پیغامات کو عوام تک پہنچانے اور خاص طور پر بنارس مراد آباد اور دیگر مقامات پر تحریک پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے منعقد ہونے والی سنی کانفرنسوں کے انعقاد میں سعادت نے اہم ٹھوس اور تعمیری کردار ادا کیا تھا۔

تحریک قیام پاکستان اور تعمیر پاکستان کے لیے سعادت کی خدمات کے تفصیلی جائزے اور حقائق و معارف پر مشتمل مواد کی اشاعت جب بھی ہو گی تو جدوجہد آزادی کے شیدائیوں کے لیے بعض اہم گوشے سامنے آئیں گے سعادت کمالیہ نے ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء کے شمارے کو مسلم لیگ نمبر کے طور پر شائع کیا تھا اور اہلاً وسہلاً مرحبا کے زیر عنوان اپنے اداریئے میں قائد اعظم اور مسلم لیگ کے دیگر اکابرین کی فیصل آباد میں تشریف آوری پر اظہارِ تشکر و امتنان کیا تھا سعادت کے فائل اس حقیقت کے اظہار میں بخیل نہیں کہ جگہ جگہ مسلم لیگ کے زیر اہتمام عید میلاد النبیؐ کے جلسے ہوتے تھے اور عید میلاد النبیؐ کے جلسوں میں مسلم لیگ کے زعماء سے خطاب کیا کرتے تھے ۱۲ مئی ۱۹۴۵ء کو چھاؤنی فیروزپور میں اسلامیہ ہائی سکول میں میلاد النبیؐ کا ایک جلسہ ہوا تھا جس میں ملک جمال الدین صاحب قاضی مرید احمد مبلغ مسلم لیگ میانوالی اور سید غلام مصطفیٰ شاہ خالد گیلانی نے سیرت النبیؐ پر تقریریں کرتے ہوئے مسلم لیگ کا پیغام مسلمانانِ فیروزپور چھاؤنی کو پہنچایا سعادت لائلپور ۲۲ مئی ۱۹۴۵ء کی اشاعت اس بارے گواہ ہے اہل سنت والجماعت کی قیام پاکستان کے لیے شب و روز محنت اور خدمات جلیلہ کے باعث پاکستان اور سُنی لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے تھے سعادت کے ۸۔ جولائی ۱۹۴۵ء کے حوالے سے حسین بھائی لال جی اور نواب سجاد علی خان نائب

Marfat.com

صدر آل انڈیا شیعہ پولیٹیکل کانفرنس کے بیانات سامنے آتے ہیں حسین بھائی کہتے ہیں کہ سنی مسلمان اور ان کے سیاسی ادارے مسلم لیگ کو خوشنما اصولوں کے بار بار اعادہ کرتے اور مسلم حقوق و مراعات کے بارے زور زور سے گفتگو کرتے میں کبھی بھی تھکن محسوس نہیں ہوتی ۔ لیکن ان حقوق و مراعات کے معنی صرف سُنی حقوق و مراعات کے ہیں نواب سجاد علی خان نے وضاحتاً کہا تھا کہ مسلم لیگ جو بیشتر سُنی مسلمانوں کی جماعت ہے ہماری نمائندگی نہیں کرتی لہٰذا وہ ہمارے حقوق کی اہل نہیں ہے اس اعترافِ حقیقت سے عیاں ہوتا ہے کہ اہلِ سنت نے پاکستان کو دین و ایمان کا مسئلہ قرار دیا تھا۔ سعادت کی ایک خبر میں یہ بھی مذکور تھا کہ اتوار کی شب کو جامع صابریہ لائلپور میں محفل میلاد منعقد کی گئی مولانا عبد الغفور ہزاروی وزیر آبادی نے شانِ رسالت اور مقامِ مصطفٰے کے موضوع پر تقریر فرمائی اور آخر میں آپ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوں سوادِ اعظم سے الگ رہنا گمراہی ہے علمائے احناف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے یکم جولائی ۱۹۴۵ء اور ۸ جولائی ۱۹۴۵ء کے شمارے قابل غور و حوالہ ہیں حضرت امیر ملت محدث علی پوری سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ گورداسپور حضرت پیر سید فضل شاہ امیر حزب اللہ جلال پور شریف حضرت میاں علی محمد صاحب بستی شریف والے سید سدید الدین شاہ صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف سجادہ نشین دربار غوثیہ سکھو چک ضلع گورداسپور اور دیگر مشائخ عظام کے اعلانات بھی سعادت میں شائع کیے گئے ہیں جن میں کہا گیا تھا کہ سب مسلمان پاکستان کے قیام کی جد و جہد میں شریک ہوں یہ سچ ہے کہ پاکستان کے حامی اور پرچارک سیاستدانوں عالموں صحافیوں اور عامیوں میں سے اکثر حضرت اہلِ سنت کا عقیدہ رکھنے والے ہی تھے ان بہت سے معروف ناموں میں ایک نام

Marfat.com

سیفی صاحب کا بھی تھا لائل پور کے بزرگ صحافیوں میں ملک امام بخش ناسخ کمالوی المعروف ناسخ سیفی ۱۹ ر مارچ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوتے تھے یہ ایک جانا پہچانا اور معتبر نام ہے مرحوم نے کم عمری میں صحافت کی وادی میں قدم رنجہ فرمایا آج وہ عملی سیاست کے دور کو پورا کر کے اس دنیا سے سدھار چکے ہیں وہ ابھی بیس برس کے بھی نہیں تھے کہ انہوں نے کمالیہ ضلع لائلپور سے ایک علمی فکری ادبی معاشرتی نظریاتی اور اصلاحی ہفتہ وار اخبار سعادت جاری کیا تھا جو کہ ہر جمعہ کو کمالیہ سے شائع ہوا کرتا تھا ۸ صفحات پر مشتمل اس کا پہلا شمارہ ۲۷ر اگست ۱۹۳۷ء کو کارونیشن الیکٹرک پریس میں باہتمام امام بخش ناسخ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار سعادت کمالیہ سے شائع ہوا تھا کمالیہ کے نواب سعادت علی خان اس اخبار کے ابتدائی سرپرستوں میں سے ایک تھے اس کے شمارہ اوّل پر سیفی مرحوم نے یہ اعتراف کیا تھا کہ "میں اس اخبار کو عالی جناب خان صاحب محمد سعادت علی خان صاحب ایم ایل اے کے نام نامی اور اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں اور ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اخبار کی سرپرستی قبول فرمائی ہے" سعادت کا لائحہ عمل پہلے اداریئے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمارا مسلک صلح کل رہے گا۔ لیکن باعزت طور پر اگر کوئی کسی کی حق تلفی کرے گا تو ہمیں اس کی مخالفت کرنی پڑے گی کیونکہ صلح اور محبت بغیر انصاف کے کبھی قائم نہیں رہ سکتی اور چونکہ ہم اتفاقِ عامہ کے علمبردار ہیں اس لیے ہمیں وہی طریقِ عمل اختیار کرنا پڑے گا۔ جس سے اتفاق اور محبت کی بنیادیں استوار ہوں اور اس نیک مقصد کو حاصل کرنے میں اعلائے کلمتہ الحق میں کسی قسم کا باک نہیں ہوگا۔

اس مسلک کل اور صلح جوئی کے پرچار کی بدولت جلد ہی دور نزدیک یہ اخبار قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور جانا پہچانا جانے لگا یہ اخبار مسلم لیگی ذہن اور

Marfat.com

مزاج کی بدولت مسلم لیگ کا داعی اور ترجمان رہا ۱۹۴۲ء میں سعادت نے اعلان کیا کہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے احیاء کا علمبردار نومبر ۱۹۴۲ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح لائلپور کے تاریخی دورے پر گئے تو یہ اس علاقے کا واحد مسلم لیگی سُنی حنفی اردو اخبار تھا کہ پاکستان کے قیام کی نظریاتی جنگ قائداعظم کی خواہش اور حکم کے مطابق تن تنہا لڑ رہا تھا یکم نومبر ۱۹۴۲ء کو شذرات کے کالم میں ناسخ سیفی نے لکھا تھا کہ ۱۷، ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو اسلامیانِ ہند کے مخلص اور محبوب لیڈر محمد علی جناح ہمارے ضلع کے صدر مقام لائلپور میں تشریف لا رہے ہیں اور ان کی معیت میں سر ناظم الدین اور نواب زادہ رشید علی خان صاحب کے علاوہ پنجاب کے دیگر لیگی مقتدر حضرات بھی تشریف لائیں گے اس لیے ضلع کے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کے محافظ اور قائد کا نہایت جوش و خروش سے شایانِ شان استقبال کریں کیونکہ ایسے مواقع زندگی میں کم میسّر آتے ہیں امید ہے ہر اہل درد مسلمان مسٹر جناح اور دیگر اکابرین کے حقیقت افروز بیانات سے مستفید ہوگا۔"

قائداعظم کی آمد پر سعادت نے پہلا مسلم لیگ نمبر شائع کیا تھا جس میں ان کی آمد کو اسلامی شوکت کے اظہار سے تعبیر کیا گیا تھا پنجاب صوبائی مسلم لیگ کانفرنس میں ناسخ سیفی کمالیہ سے رضاکاروں کی فوجِ ظفر موج لے کر گئے تھے میاں عبدالباری، نواب غضنفر علی خان اور نواب ممدوٹ نے سیفی صاحب کو مستقل طور پر لائلپور آنے کی دعوت دی چنانچہ ۱۹۴۳ء میں ناسخ سیفی سعادت سمیت کمالیہ سے فیصل آباد چلے آئے پہلے پہل وہ چوہدری عزیز الدین ایڈووکیٹ کے پاس ٹھہرے مگر پھر جلد ہی اپنا الگ آشیانہ بنا لیا حکیم ملک محمد شریف کا مطلب بھی ان کے کافی عرصہ زیر تصرف رہا وہ مجلسِ پاکستان لائلپور کے بھی سرگرم رہنما تھے اس دور میں خلیق قریشی مرحوم

Marfat.com

محمد رمضان خان سرور مرحوم جناب خورشید عالم (جہاں گرد) اختر سدیدی (مدیر اعلیٰ روزنامہ سعادت لاہور اور فیصل آباد) انور نظامی اور حکیم ظفر علی گوندل سے ان کے تعلقات رفیقانہ مواشت سے بڑھ کر اقربا کی حد تک استوار ہو گئے تھے قائد اعظم کا لائل پور میں قیام فوج کے ایک کرنل میاں محمد حیات خان مرحوم کے گھر پر ہوا تھا وہ کمالیہ ہاؤس میں ہرگز نہیں ٹھہرے تھے کیونکہ ماڈل ٹاؤن لائلپور میں واقع مندکرہ کمالیہ ہاؤس میں تو تقسیم ہند کے بہت بعد کی تعمیر شدہ عمارت ہے ۱۹۴۲ء میں تو اس کا وجود بھی نہیں تھا نواب محمد سعادت علی خان کے بیٹے نوابزادہ غلام علی خان آف کمالیہ اس زمانے میں لائل پور میں رجسٹرار کے عہدے پر فائز تھے چنانچہ قائد اعظم، نواب صاحب کے گھر بھی گئے ایک دعوت پر کچھ دیر کے لیے گئے تھے یہ تاریخی دعوت سول لائینز لائل پور کی اس کوٹھی میں ہوئی تھی جو ۱۹۴۸ء میں وفاقی وزیر تعلیم، چوہدری علی اکبر خان مرحوم کو الاٹ کر دی گئی تھی۔

دعوت کے موقعہ پر چند نادر تصاویر بھی اتاری گئی تھیں جو کہ نواب غلام علی خان صاحب کے ذاتی البم میں ایک قیمتی قومی اور تاریخی اثاثے کی حیثیت سے ہمارے ثقافتی سیاسی ورثے کے طور پر محفوظ ہیں ناسخ سیفی کی ملاقات اسی کوٹھی میں قائد اعظم سے ہوئی جس میں قائد اعظم علاقائی اخبارات کا ایک گروپ قائم کرنے پر متفق ہو گئے تھے اور ناسخ سیفی نے قائد اعظم کو سُنّی فقہ کے اعتدال پسندانہ اکثریتی جمہوری اور آئینی کردار افادیت اور اہمیت کے بارے میں بھی قائل کر لیا تھا۔ قائد اعظم سعادت کو ایک سے زیادہ زبانوں میں بھی مسلم لیگ کی زیر سرپرستی شائع کرنے کے منصوبے سے بھی اتفاق کر چکے تھے مگر بعد ازاں اس معاملے پر پیش رفت نہ ہو سکی ۲۲ جون ۱۹۴۵ء کے سعادت کے مسلم نیشنل گارڈ کے نمبر کے لیے قائد اعظم نے بطور خاص پیغام ارسال فرمایا تھا یہ کسی اردو علاقائی جریدے کو ان کا پہلا پیغام

Marfat.com

تھا جس میں لفظ پاکستان استعمال ہوا تھا۔ اس پیغام میں انہوں نے لکھا تھا کہ میری تمنا ہے کہ سعادت یار آور ہو۔ یہ پیغام نیشنل گارڈ صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ احمد نواز پاشا کے ہاتھ دہلی سے قائداعظم محمد علی جناح نے ارسال کیا تھا جو کہ نوجوانانِ اسلامیان ہند کے لیے ان کا ایسا جامع پیغام تھا جس میں قائداعظم نے پہلی بار بیانگ دُہل اعلان کیا تھا کہ "میں ایک بار پھر تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ہوشیار ہو جائیں اور ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابل فخر روایات اور اسلام کے بنیادی اُصول ہمیں غیر ملکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور ہماری حقیقی آزادی حقیقی طور پر قیام پاکستان نہیں ہے۔ آزادی کے معنی عظیم ذمہ داری ہے" اس پیغام کا اصلی متن انگریزی میں تھا جو کہ نیشنل گارڈ کی ضلعی تنظیم کے علاوہ خود (قائداعظم) نے بھی اپنی دستاویزات میں بطور ریکارڈ دہلی میں محفوظ کر لیا تھا۔

پاکستان بن گیا تو پھر قائداعظم کے گرد مسائل کا انبار لگ گیا یہی نہیں انہیں مخصوص مفادات کے حامل ایک گروہ نے گھیر لیا یہی وجہ تھی کہ بانی پاکستان اسلامی مملکت کے لیے ایک دستوری خاکہ تیار کر لینے کے باوجود اسے عملاً نافذ کرانے اور مسلم لیگ سے منظور کرا لینے میں ناکام رہے اور دل برداشتہ و دل گرفتہ حالت میں ہی چل بسے

جو مشن قائداعظم اور پُرانے مسلم لیگی

دانشوروں نے اختیار کیا تھا اس کی قدر و قیمت اور توقیر کی جانی چاہیئے اور ایسے ادارے قائم کیے جائیں جس میں اسلام اور نظریہ پاکستان اور ختم نبوت کے دشمنوں نیز ایک غداروں اور رسول کے باغیوں کے خلاف ڈٹ کر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے مجاہدوں اور اداروں کو اُجاگر کرنے کا نیند و لبست کیا گیا ہو قومی مشاہیر کا سلسلہ

Marfat.com

علامہ اقبال، آغا شورش کاشمیری سے شروع ہو کر حمید نظامی اور ناسخ سیفی جیسے معروف اور کہنہ مشق صحافیوں دانشوروں پر جا کر ختم ہوتا ہے جو ایک عہد کی داستان اور متحرک فکری و نظری تصویر تھے ان کی یاد سے زیادہ ان کا لہو گرماد ینے والا مقدس مشن ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا کیونکہ

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق

تحریک پاکستان کے حوالے سے مسلم لیگ اور قائداعظم کے مخالفوں نے جو پروپیگنڈہ چلایا تھا سعادت نے ہر محاذ پر اس کا توڑ کیا چنانچہ مسلم لیگ کا حتمی نصب العین قیام پاکستان اور وہاں اسلامی نظام کا نفاذ کرنا ۲۳ / مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور سمیت اگر کسی بھی مسلم لیگی دستاویز میں صراحت سے تاریخی طور پر ملتا ہے تو وہ صرف روزنامہ سعادت ہے جس کے لیے قائداعظم نے اپنا خصوصی پیغام نوجوانوں کے نام ارسال کیا تھا فی الحقیقت یہ ایک ایسا نادر تاریخی حوالہ اور ریکارڈ ہے جسے مسلم لیگ کی سیاسی دستاویز ہی نہیں بلکہ پاکستان کا قومی اثاثہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے اگر لاہور کی قرارداد ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی تشریح درکار ہو تو وہ صرف اسی پیغام سے کشید اخذ یا مستنبط کی جاسکتی ہے۔ مرحوم سیفی صاحب خود نمائی کے قائل نہ تھے۔ وہ افکار و حوادث کا چلتا پھرتا خزانہ تھے ان کے سینے میں بڑے راز پوشیدہ تھے جنہیں وہ اپنی قبر میں ساتھ لے گئے ہیں۔

پاکستان قائم ہونے کے بعد قائداعظم محمد علی جناح سے ان کی ملاقات فاطمہ جناح لیاقت علی خان اور سر ظفر اللہ قادیانی کے علاوہ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے ممکنہ حد تک یقینی نہ بننے دی قائداعظم نے لائلپور میں اپنی ملاقات کے دوران نواب سعادت علی خان کی سفارش پر مسلمان علاقائی اخبارات کی انجمن کی سرپرستی قبول کر لینے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی مگر ۱۹۴۷ء تک کوئی کنونشن نہ بلائے جانے پر سخت

Marfat.com

افسردہ تھے چنانچہ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم آئین کی تیاری اور مملکت کے استحکام و تعمیر کی کوششوں میں منہمک ہونے کے باوجود علاقائی اخبارات کا کنونشن بلانے اور خود اس کی صدارت کرنے نیز مستقل سرپرستی قبول کرنے کے وعدے پر قائم رہے مگر ان کی زندگی میں یہ کام نہ ہوسکا جس کے بعد ۱۹۵۳ء کا زمانہ آیا اسکے پہلے چھ سالہ وقفے میں مسلم لیگ اندرونی کشمکش اور دھینگا مشتی کی سیاست اور حکومت محلاتی سازشوں کا شکار رہی قومی سطح پر جو اطلاعاتی پالیسی بنی اس میں علاقائی جرائد کو نظر انداز کیا گیا اور قائداعظم کی خواہشات کے سراسر برعکس ایک منفی حکمت عملی اختیار کی گئی جس میں قدرے نرمی یا تبدیلی مرحوم سابق صدر مملکت جنرل محمد ایوب خاں کے دور میں سیفی صاحب کی ترغیب و سلسلہ جنبانی کے باعث پیدا ہوئی مگر یحییٰ خان اور بھٹو حکومت نے اسے بری طرح تاراج کر کے رکھدیا۔ آج بڑے اخبارات اور چھوٹے اخبارات میں جو محاذ آرائی پائی جاتی ہے اس کا خاتمہ کرنے کے لیے قائداعظم کے دور میں اختیار کی جانے والی پبلسٹی پالیسی اگر پھر سے اپنا لی جائے اور اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر لیا جائے تو کافی مسئلے حل ہو سکتے ہیں۔

وزیراعظم پاکستان کو وزارتِ اطلاعات و نشریات سمیت تمام محکموں کو یہ ہدایت جاری کرنی چاہیئے کہ وہ مرحوم سیفی صاحب کی پیش کردہ تجاویز اور ان پر عملدرآمد کی رفتار کا جائزہ پیش کریں اس طرح انہیں یہ علم ہو سکے گا کہ آج کے دور میں ملک کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے ان کی بہت پہلے سے کس دانشورانہ انداز سے نشاندہی کر دی گئی تھی۔

سعادت کے تاریخی ریکارڈ سے استفادہ کرتے ہوتے مطالعۂ پاکستان میں پائے جانے والے ابہامات اور سقمات کو دور کرنے میں خاصی مدد حاصل کی جا سکتی ہے قائداعظم کے افکار و نظریات اور اُن کی سماجی و سیاسی سرگرمیوں کے سلسلے میں مستند

Marfat.com

ریکارڈ جو مسلم لیگ کے اس ترجمان تاریخی اخبار میں شائع ہو چکا ہے اس کو استعمال کر کے بعض حیرت انگیز پوشیدہ گوشے قوم کے سامنے آشکارا کیے جا سکتے ہیں ضلع لائل پور اور لاہور کے جو سرکاری گزیٹیر شائع کیے گئے ہیں ان کو بھی درست اور بہتر بنانے کے لیے سعادت کے تاریخی ریکارڈ سے کماحقہ استفادہ کیا جا سکتا ہے گزشتہ ۵۰ سال قیام واستحکام پاکستان کے ساتھ ہی ساتھ سعادت کے ارتقا کی منزلوں کی تاریخی داستان بھی ہے جس کے ہیرو خود اس کے بانی ناسخ سیفی ہیں جنہوں نے قائداعظم مسلم لیگ اور اسلام کے لیے خود کو آل انڈیا کانگرس اور پنڈت جواہر لال نہرو نے بقول سیفی صاحب انہیں یہ پیشکش کی تھی کہ اگر سعادت کو کانگرس کا ترجمان بنا دیں تو ہندوستان کے ہر ڈویژن میں اس کے ذیلی دفاتر قائم کر کے اسے انگریزی اور دوسری بھارتی زبانوں میں شائع کرنے کے تمام اخراجات برلا اور ٹاٹا برداشت کرنے کو تیار ہیں مگر یہ پیش کش قبول نہ کرنے پر کانگرس والے اس کے خلاف ہو گئے اور ہندو پریس کے مقابلے پر مسلمان پریس کی اس موثر آواز کو دبانے کے لیے نت نئی سازشیں کی گئیں جن میں سیفی صاحب کی زندگی کا خاتمہ کرنے کی ناکام کوشش بھی شامل ہے جب تک پاکستان قائم رہے گا سعادت اور اس کے بانی کا تذکرہ اس کی تاریخ لکھنے والوں کے قلم روک کر اپنی جانب ان کی توجہ مبذول کراتا رہے گا۔

صحافت کے عظیم محسن اور عصر آفریں شخصیت سیفی صاحب کے بارے میں نیر الدین عادل رقم طراز ہیں کہ:۔

کون اٹھا ہے انجمن سے انجمن افسردہ ہے\
ضبط غم بے کیف ہے رنگ سخن افسردہ ہے

اس وقت پاکستان کی تاریخ میں عظیم کارنامے سرانجام دینے والی شخصیتوں کی کافی تعداد

Marfat.com

پاکستان کی سرزمین میں موجود ہے اور کافی سے زیادہ اس دنیا سے رحلت کر گئیں ہیں انہوں نے آزادی کی خاطر بے انتہا تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیں مگر آزادی کا جھنڈا ہمیشہ بلند ہی رکھا۔ ان میں سے برصغیر پاک و ہند کی جدوجہد آزادی کے علم کو بلند کرنے والوں میں فیصل آباد کے نامور صحافی تحریک پاکستان کے مجاہد اور سماجی کارکن مدیر مسئول روزنامہ سعادت الحاج ناسخ سیفی بھی تھے ناسخ سیفی مرحوم آزادی کے متوالوں مجاہدوں اور سرفروشوں کے قافلہ عزیمت کے ایک رکن تھے ان کی وفات ہم سب کے لیے ایک المناک سانحہ ہے ہمارے ملک کی صحافت ایک عظیم محسن اور عصر آفرین شخصیت سے محروم ہو گئی۔

وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۷۰ برس تھی وہ گذشتہ ۶ ماہ سے فالج کا شکار تھے ان کی رحلت کی خبر پڑھ کر ہر وہ شخص اداس و پریشان ہو گیا تھا جس کا ذرا سا بھی صحافت، ادب پاکستان اور تحریک پاکستان سے لگاؤ ہے یا جو ان کو ذاتی طور پہ جانتا ہے میں نے قبلہ ناسخ سیفی مرحوم کو ۱۹۵۷ء میں دیکھا اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں ملازمت کے بعد گاہے گاہے ملاقات ہوتی رہی جو میرے لیے ایک قیمتی متاع ہے مجھے یہ بھی یاد ہے کہ میں نے سیفی صاحب مرحوم کو حضرت سید عبدالحق شاہ قادری کے ہاں دیکھا جو عالم باعمل تھے اس محفل میں دوسرے اہل علم و دانش بھی موجود تھے ان میں سے پروفیسر افتخار احمد چشتی، الحاج غلام رسول خلیق قریشی مرحوم ڈاکٹر علی محمد، محمد احمد وصفی، حاجی چوہدری علم الدین، ڈاکٹر نور محمد، ایم ایس بھٹی مرحوم محمد اکرم صاحب، زمزم والے تاج الدین بٹ، تاج الدین ہوزری والے اور محمد جمیل تھے اگر میں یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ حکیم سید عبدالحق شاہ قادری کی روحانی اور دینی شخصیت نے ہمیشہ پڑھے لکھے لوگوں کو روحانی محفلوں میں اکٹھا کیا۔

جب کہ ناسخ سیفی مخلص نظریاتی پاکستانی تھا انہوں نے اس ملک کے قیام کے لیے

Marfat.com

تاریخ ساز کارنامے سرانجام دیئے ہیں تحریک پاکستان کے ایک ایک کارکن کے سینے میں ہماری جدوجہد آزادی کی داستان رقم کی ہے جب تحریک پاکستان کا ایک کارکن اس فانی دنیا سے رحلت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کے بہت سے اوراق دفن ہو جاتے ہیں ہماری جد و جہدِ آزادی کا گمنام کارکن بھی ایک چلتی پھرتی تاریخ سے کم نہیں مگر بزرگوار ناسخ سیفی تو ہماری تاریخ کی ایک متحرک، عہد آفرین اور نامور شخصیت تھے اس لیے ان کی قدر و منزلت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے

وہ تحریک پاکستان کے ان مخلص اور دیانتدار کارکنوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی قوم اور پاکستان کے لیے وقف کر رکھی تھی جن لوگوں کی جد و جہد کی بدولت ہم آج آزاد ہیں اور آزادی جیسی نعمت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک الحاج ناسخ سیفی بھی ہیں انہوں نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا ان کی تمام عمر نظریہ پاکستان کی نشر و اشاعت اور پاکستان کی ترقی و بہبود کے لیے وقف رہی انہوں نے زبان اور قلم دونوں سے بے پناہ قومی خدمت کی جسے فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

آپ پاکستان کی آزادی کے ہیرو تھے وہ محض ایک صحافی نہیں تھے بلکہ وہ ایک انجمن تھے سیفی صاحب محنت خلوص اور دیانت کا مجسمہ تھے آپ کی خودداری کی حالت یہ تھی کہ وہ تحریکِ پاکستان کے نامور کارکن اور قیامِ پاکستان کے بعد برسرِ اقتدار مسلم لیگ میں اپنے اثر و رسوخ کی بناء پر معقول جائیداد یا فوائد حاصل کر سکتے تھے لیکن انہوں نے دیانتداری اور خودداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور رزقِ حلال کو ترجیح دی اور آخری دم تک اس اصول پر کاربند رہے۔

الحاج ناسخ سیفی صاحب قائداعظم کے سچے پیروکاروں میں سے تھے قائداعظم کے قریبی ساتھی اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن تھے نظریہ پاکستان کے مبلغ اور مملکت خداداد کے جانباز سپاہی تھے نوجوانی میں تحریکِ پاکستان کے دوران حضرت قائداعظم کے

Marfat.com

پیغام آزادی کو اپنے اخبار "سعادت" میں مضامین کے ذریعے گلی گلی اور کوچہ کوچہ پہنچایا وہ پاکستان کے لیے زندہ رہے اور پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے آخری دم تک مصروفِ عمل رہے۔

ناسخ سیفی مرحوم کی وفات پر ملک کے طول و عرض سے تعزیتی خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحافتی، مذہبی، سیاسی اور ادبی میدان میں کیا مقام حاصل تھا گویا کہ آپ کو علمی ادبی صحافتی مذہبی اور سیاسی میدان میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔

روزنامہ سعادت فیصل آباد/ لاہور کی زندگی کے ۵۰ سال بفضلہ تعالےٰ پورے ہو چکے ہیں۔ سعادت کے ۵۰ سال مکمل ہو جانا ایک بہت اہم اور تاریخی کارنامہ ہے یہ ایک بہت بڑا معرکہ ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک معجزہ ہے کیونکہ یہ اخبار جس طرح بے سروسامانی اور مشکلات سے دوچار رہا یہ حضرت ناسخ سیفی مرحوم کا حوصلہ اور عزم ہی تھا۔

تاہم آزمائشوں اور ابتلا کے اس دور سے گزر کر حق گوئی اور مستقل مزاجی کا سونا کندن بن کر چمکا اور مشکلات و تکالیف کے ہجوم میں بھی حضرت ناسخ سیفی کے قلم کی جولانیاں تابندہ رہیں اگر یہی حالات کسی اور شخص کے ہوتے تو وہ کب کا حوصلہ ہار چکا ہوتا مگر ناسخ سیفی مرحوم کو اپنے قائد حضرت قائداعظم کے حکم اور اسلام کی محبت نے حوصلہ عطا کیا جس طرح ناسخ سیفی نے یہ سفر طے کیا یہ ایک لمبی داستان ہے اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے حضور اس مرحلہ کے سر ہو جانے پر سجدۂ شکر ادا کیا جائے۔

روزنامہ سعادت فیصل آباد/ لاہور کا اجراء ۱۹۳۰ء میں ہوا اس وقت پنجاب میں اس کی بڑی ضرورت تھی جبکہ قبلہ ناسخ سیفی کے پاس مالی وسائل بھی زیادہ نہیں تھے مگر اس وقت ناسخ سیفی مرحوم پر ایک دھن سوار تھی وہ دھن آزادیٔ وطن

Marfat.com

کی دھن تھی۔ غلامی کا جوا اتارنے کی دھن تھی اس وقت قائد اعظم محمد علی جناح کی تحریک آزادی کے پیش نظر ایک مخصوص اخبار کی ضرورت تھی چنانچہ ناسخ سیفی مرحوم نے قائداعظم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے روزنامہ سعادت کو تحریک پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔

چنانچہ قائداعظم کے فرمان پر جاری ہونیوالا روزنامہ سعادت تحریک پاکستان کے دوران برصغیر پاک و ہند کے لاکھوں عوام کا ترجمان بن گیا اور اس نے ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہر گھر سے مسلم لیگ تک قائم کر دیا اس بات کی گواہی اس وقت کے محب وطن سیاسی اور سماجی کارکن دے سکتے ہیں جنہوں نے دولت والوں کا ساتھ چھوڑ کر بے سرو سامانی میں "سعادت" اور مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا اور آج ہم سب فخر و انبساط کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس وقت ناسخ سیفی صاحب مرحوم اور سعادت نے مطلع ابلاغ کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اپنا چراغ جلائے رکھا۔

ملکی اخبارات کا قوم و ملک کی ترقی و خوشحالی اور اخلاق کا آپس میں گہرا تعلق اور واسطہ ہوتا ہے اخبارات میں کام کرنے والے صحافی حضرات ملک کی ترقی و خوشحالی کے لیے کارہائے نمایاں انجام دے سکتے ہیں اگر کسی ملک کی صحافت صاف ستھری ہو تو وہ ملک ترقی یافتہ ہو جائے گا اگر اس ملک کی صحافت غیر ترقی یافتہ اور غیر مہذب ہوگا گویا صاف ستھری صحافت اس ملک کے لیے ایک نعمت عظیم ہوتی ہے اگر ہر صحافی کا ضمیر کسی بھی فرد یا افراد کے کسی گروہ کے مفادات کے تابع نہ ہو تو اس طرح کی صحافت عوام کے لیے ایک مضبوط اور قابلِ اعتماد ادارہ کا کام انجام دے سکتی ہے۔

روزنامہ سعادت نے ہمیشہ صاف ستھری صحافت کا کردار ادا کیا۔ ملک و قوم کے مفادات کو ہمیشہ مدِنظر رکھا۔ ذاتی مفادات کو نظر انداز کیا اگر احباج ناسخ سیفی ذاتی

Marfat.com

مفادات کو مدِ نظر رکھتے تو وہ بے پہاد دولت اور اثاثوں کے مالک ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ آج بھی سعادت کے دفاتر کرائے پر بلڈنگ میں قائم ہیں سعادت کے بانی کا ضمیر مطمئن تھا اسی لیے سعادت اور الحاج ناسخ سیفی کو تمام حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بے شک سعادت سنہری صحافت کا آئینہ دار ہے انشاءاللہ ہمیشہ اسی ڈگر پر قائم رہے گا۔

سعادت نے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا اور اس سے قوم اور ملک کو فائدہ ہوا۔ سعادت نے ہمیشہ تہذیب و اخلاق اور شائستگی کے ساتھ حکومت کو سمجھایا جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ صحافی حضرات فرشتے اور حاکم معصوم نہیں ہوتے غلطیاں دونوں اطراف سے ہو سکتی ہیں لیکن دشنام طرازی ذاتی حملے کردار کشی اور فحش قسم کی صحافت کامیاب نہیں ہوتی اس لیے اچھے صحافی ہمیشہ اچھی روایات قائم کرتے ہیں قبلہ سیفی صاحب مرحوم ہمیشہ اعتدال پسند رہے۔ آپ تعمیری تنقید اور اچھے کام کی تعریف کرتے تھے اسی خوبی و کردار نے دشمنوں کو بھی رام کر دیا۔

سعادت نے ۵۰ سال کے عرصہ میں عوام کی دادرسی کی اور انہیں اچھے کردار کی سمت دکھائی عوام کو اخلاق راست گوئی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف متوجہ کیا سعادت اب بھی بے باکی حق پرستی تحریک پاکستان اور صداقت کا آئینہ دار ہے۔

کسی بھی ریاست کے چار ستون وضعدار حکومت اور اس کے دیانتدار اہل کار آزاد عدلیہ، آزاد پریس اور آزاد مقننہ ہیں اگر خدانخواستہ ان چار ستونوں میں سے کوئی ایک ستون بھی ٹوٹ جاتے یا اپنی جگہ سے سرک جاتے تو نقصان ریاست کو پہنچتا ہے اس ریاست میں آرام و سکون نہیں رہتا۔ افراتفری اور انتشار پھیل جاتا ہے ان پچاس سالوں میں سعادت نے ہمیشہ آزادی سے کام کیا اور استحکام پاکستان کے

Marfat.com

لیے مصروفِ جہاد رہا۔

صحافی کو تنقید کا حق حاصل ہے مگر تعمیری تنقید اور اچھے کام کی تعریف ہونی چاہیے
سعادت اپنی پچاس سالہ تاریخ میں انہی اصولوں پر عمل پیرا رہا۔ کسی اخبار کی ہر دلعزیزی
کا انحصار اس کے شائع کردہ مواد پر ہوتا ہے۔ روزنامہ سعادت نے ہمیشہ ایسا
مواد شائع کیا جس سے اسلامی اور معاشرتی برائیوں میں کمی اور اسلامی و معاشرتی
اندار میں مثبت اضافہ ہو۔ سعادت اس عرصہ میں انصاف گوئی اور حق پرستی کا پیام
بر رہا ملّت کی یک جہتی واتحاد کے لیے کوشاں رہا ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے
مصروفِ عمل رہا۔

سعادت ہر لحاظ سے ان پچاس سال میں عوام کے دل کی دھڑکن کا ترجمان رہا
ہے۔ روزنامہ سعادت نے سنسنی خیزی اور منافرت اور جذباتیت کی بجائے ہمیشہ
تعمیری یک جہتی اور مقصدی صحافت کا پرچم بلند کیا حضرت ناسخ سیفی مرحوم کی
تحریر دل میں اسلام، پاکستانیت اور سنجیدگی کا رنگ غالب رہا۔ انہوں نے جو کچھ بھی
لکھا تعمیر وطن کے جذبے سے سرشار ہو کر لکھا انہوں نے تنگ نظری اور علاقائی
منافرت کی بجائے ہمیشہ قومی ملّی مفادات اور یک جہتی کو عزیز رکھا۔

روزنامہ سعادت کی شان میں قصیدہ گوئی یا مدح سرائی نہیں ہے بلکہ یہ ایک
حقیقت ہے۔ سعادت کے صفحات اس کے گواہ ہیں۔ پاکستان کے نونہال طالب
علم بھی گواہ ہیں جن کی رہنمائی کے لیے سعادت نے جہدِ مسلسل کی گورنمنٹ میونسپل
کامرس ڈگری کالج فیصل آباد کے قیام کی جدوجہد میں طلبہ کے ساتھ ناسخ سیفی
اور خلیق قریشی مرحوم کا بھی ہاتھ ہے۔

روزنامہ سعادت کے پچاس سال کا سفر روشنی کا سفر ہے سعادت کی پچاس
سالہ تاریخ اس کے مدیر اور کارکنوں کے عزم و استقلال سے عبارت ہے۔ جب

Marfat.com

سعادت کا اجرا ہوا۔ اس وقت برصغیر پاک و ہند پر انگریز کی غلامی کے گھرے پردے پڑے ہوئے تھے فرنگی کے سیاہ قوانین نافذ تھے اس وقت صحافت کو حریت پسندوں کے اس دیس میں پنپنے نہیں دیا جاتا تھا گویا کہ اس دور میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے محرومیاں ہی محرومیاں تھیں۔ تحریکِ پاکستان کے اس ترجمان کے اجراء سے مسلمانوں میں جذبہ آزادی تیز ہوا۔ سعادت نے گاؤں گاؤں قریہ قریہ لوگوں کو مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح ابتدائی دور میں سعادت کو ہندو اور انگریز سے واسطہ رہا اس طرح سعادت نے ہمیشہ ہندو اخبارات کے گمراہ کن پروپیگنڈے کے اثرات ختم کرنے کے لیے صحافتی تقاضے پورے کیے اس جدوجہد میں حضرت ناسخ سیفی کو نمایاں کامیابی ہوئی۔

لوگ اس اخبار یا رسالے کو پسند کرتے ہیں جس کی خبر یا مضمون میں صداقت ہو اور وہ اسلامی ثقافت اور اخلاق کا آئینہ دار ہو۔ حضرت ناسخ سیفی نے بڑی کاوش اور انتھک محنت و لگن سے سعادت کا ایک معیار و مقام بنایا روزنامہ سعادت نے ان پچاس سالوں میں معاشرے کے عام طبقے کے مسائل اور سرگرمیوں کو جگہ دی۔ علمی ادبی مذہبی ثقافتی تنظیموں اور ان کی کارکردگی کو نمایاں شائع کیا۔

حضرت ناسخ سیفی مرحوم نے ان پچاس سالوں میں قارئین یا عملہ کی سیاسی وابستگی اور مذہبی اعتقادات کی پرواہ نہیں کی تھی بلکہ اپنے صفحات میں سب کو نمائندگی دی ان سیاسی وابستگیوں اور مذہبی اعتقادات کے متعلق بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں مگر میں ایک مثال دینا ہی بہتر خیال کرتا ہوں ۱۹۵۸ء کا زمانہ تھا اس زمانے میں غلام نبی کلو کسان کمیٹی کے کارکن اور جنرل سیکرٹری تھے حضرت ناسخ سیفی مرحوم اور غلام نبی کلو کے خیالات میں مکمل یکسانیت نہیں تھی مگر سیفی صاحب مرحوم کسان تحریک کی حمایت کرتے تھے خود غلام نبی کلو اس اخبار

Marfat.com

کے عملہ میں شامل تھے سیفی صاحب سعادت کے صفحات ذاتی نہیں بلکہ قومی ملکیت خیال کرتے تھے۔

بعنوان الحاج ناسخ سیفی ہمہ گیر صحافت کا امام ایک مضمون میں غلام نبی کلو تحریر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ناسخ سیفی سے کہا کہ آپ میرے نظریات سے آگاہ ہوں گے۔ اس سے ادارہ کو نقصان نہ پہنچے جواب میں جناب ناسخ سیفی صاحب نے فرمایا کہ بنیادی طور پر انسان کو دیانت دار ہونا چاہیے ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اسے دیانت داری سے پیش کرنا چاہیے میرے اور تمہارے نظریات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ دن کو رات اور رات کو دن کہا جائے البتہ تمہارا عقیدہ تمہیں مبارک، میں تمہارے عقیدے اور سیاسی کام میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ اس مثال سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیفی مرحوم کو کسی سے ذاتی مخالفت یا بغض نہیں تھا اور نہ ہی کسی کی مجبوری سے ناجائز مفاد حاصل کرتے تھے ان پچاس سالوں میں روزنامہ سعادت نے قومی معاملات میں جو پالیسی اختیار کی اس کی وجہ سے یہ اخبار اس ملک کے بدخواہوں کی نظر میں کھٹکتا رہا ہے۔ انہوں نے اس ادارے کو راہِ راست سے ہٹانے کی بے حد کوششیں کیں مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ ہی کر سکیں گے۔ کیونکہ سعادت کے بانی مُدبر حضرت ناسخ سیفی مرحوم اور ان کے صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر کامل بھروسہ ہے۔

روزنامہ سعادت خدا کے فضل و کرم سے آج بھی زندہ ہے اور زندہ رہیگا سعادت کا سالِ اجراء (قیام پاکستان سے دس سال قبل اگست کے مہینہ میں) پاکستان کی تاریخ صحافت میں اس لحاظ سے بھی غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے اجراء کے بعد شعبہ صحافت نے قیام پاکستان کے لیے نمایاں کام کیا اور پاکستان کے قیام کے بعد پاکستان کی سربلندی کے لیے سعادت نے روشن روایات قائم کیں۔

میں اربابِ حل و عقد سے ایک اپیل اور درخواست گزار ہوں یہ بات ہم سب

Marfat.com

پاکستانیوں کے لیے باعث اطمینان ہے کہ موجودہ حکومت نے سیٹھ ستار اسحاق ابو سعید انور مرحوم اور ڈاکٹر سید عبداللہ کی خدمات کو سراہا ہے بے شک تحریک پاکستان میں حصہ لینے والوں کا یہی انعام و اکرام کافی ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا ان کا یہ اعزاز و افتخار ان کے لئے کافی ہے پھر بھی ایسے افراد کی سرپرستی کی ضرورت ہے جنہوں نے قربانیاں تو دیں مگر ذاتی مفاد نہیں اٹھایا۔ ایسے افراد میں قبلہ ناسخ سیفی مرحوم شامل ہیں اگرچہ وہ اب اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں مگر ان کی خدمات اور کارنامے موجود ہیں کیا اس سلسلہ میں حکومت کوئی توجہ نہیں کرے گی۔

الحاج ناسخ سیفی علاقائی صحافت کے امام تھے آپ غریب پروری کا مجسمہ تھے راسخ العقیدہ مسلمان نظریہ پاکستان کے نقیب اور منکسر المزاج صحافی تھے۔ اسلامی سیاست کی مرد آہن شخصیت تھے حضرت ناسخ سیفی علامہ اقبال کے مجسّم شاہین تھے جن کی پرواز ہر دور میں بلند رہی۔

اپنی زندگی کی کچھ یادیں اور باتیں ناسخ سیفی مرحوم کے ساتھ اپنی وابستگی کے حوالے سے جناب رؤف قریشی نے یوں بیان کی ہیں کہ:

درویش صفت مرحوم الحاج ناسخ سیفی بڑے ہی شریف النفس دین دار اور سادہ انسان تھے جو لوگ جانتے ہیں انہوں نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ وہ ایک خاموش طبع فکرمند اور ذہین شخص تھے انہوں نے زندگی میں بڑے کٹھن مراحل طے کیے۔ مگر اصولوں کو بہر صورت اپنائے رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اخبار "سعادت" میں چھپنے والی مخابرات کا ڈھب ہی اور ہوتا ان کا صحافتی انداز نرالا تھا۔ لاکھوں افراد کی طرح میں بھی انہیں گذشتہ کافی سالوں سے جانتا تھا مگر ان سے میرا قریبی اور براہ راست رابطہ اس وقت ہوا جب انہوں نے مجھے تقریباً ۲۶/۲۵ برس قبل روزنامہ سعادت ملتان کا ریذیڈنٹ ایڈیٹر مقرر کیا اس وقت روزنامہ سعادت لائلپور اور ملتان سے

Marfat.com

بیک وقت شائع ہوا کرتا تھا۔ اس ضمن میں میرے ساتھ باقاعدہ تحریری معاہدہ ہوا اس میں وطن کی وفاداری اور مسلم لیگ کی پاسداری سرفہرست تھی۔ اس وقت اخباری صنعت سے تعلق رکھنے والے بعض اصحاب نے مجھے سعادت کی مالی حالت کے پیش نظر تنخواہ سے محرومی کا احساس دلایا۔ مگر مجھے سیفی صاحب کی دیانتداری پر ذرا برابر بھی بے یقینی نہ تھی اس لیے میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ملتان چلا گیا میرے جانے سے قبل قبلہ ناسخ سیفی صاحب نے میرے بارے ہوٹل کے مالک کو ٹیلی فون کر دیا تھا۔ چنانچہ جب میں وہاں پہنچا تو میری رہائش کا بندوبست بھی ہوٹل میں علیحدہ کمرے میں کر دیا گیا۔ روزنامہ سعادت ملتان میری ادارت میں عرصہ تقریباً چھ سات ماہ شائع ہوا مرحوم نے اس عرصہ کی نہ صرف یہ کہ میری مقررہ تنخواہ ۲۵۰/- روپے ماہوار باقاعدگی کے ساتھ ادا کی۔ بلکہ اس عرصہ کی میری رہائش اور خوراک جو میں ہوٹل ہی سے کھاتا تھا، کے اخراجات بھی باقاعدہ ادا کیے یہاں سے ایک اور روزنامہ زمیندار سدھار بھی شائع ہوا کرتا تھا۔ اس کے ایڈیٹر سے جن کا نام غالباً مظفر صاحب تھا۔ میری ملاقات ہو گئی جنہیں خبروں وغیرہ کے سلسلے میں ایک آدمی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ انہوں نے مجھے پارٹ ٹائم ۱۰۰/- روپے ماہوار پر رکھ لیا اس عرصہ میں ایک مرتبہ قبلہ سیفی صاحب جب وہاں میرے پاس تشریف لائے تو انہیں باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ میں سعادت کے علاوہ زمیندار سدھار میں بھی بطور نیوز ایڈیٹر کام کر رہا ہوں تو آپ نے بُرا نہ منایا بلکہ مسکرا دیئے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ یہاں آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ میں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ ازراہِ مذاق پوچھنے لگے کہ فلمیں تو نہیں دیکھتے میں نے کہا کہ جی ایک دفعہ تھیٹر ڈرامہ دیکھنے گیا تھا تو آپ سنجیدہ ہو گئے۔ واضح رہے کہ ان دنوں پنجاب میں تھیٹروں کا رواج تھا، ملتان میں بالی جٹی، ثریا ملتانی اور عالم لوہار کے مشترکہ تھیٹر کو بہت پسند کیا جاتا تھا جس ہوٹل میں

Marfat.com

سعادت کا دفتر تھا اس کے قریب ایک کھلا سا میدان تھا۔ وہاں پر تھیٹر ڈرامہ لگا تھا اگلی صبح جب آپ لائلپور واپس جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اباجی کو تو کوئی پیغام نہیں دینا۔ میں نے کہا کہ جی کل ان کا خط آیا تھا جس کا جواب میں نے دیدیا ہے واضح رہے کہ میرے والد محترم اور قبلہ سیفی صاحب کی شناسائی قیام پاکستان سے قبل کی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل میرے والد صاحب پولیس تھانہ کمالیہ میں تعینات تھے آپ بھی بڑے دیندار اور پرہیز گار ہیں اس وجہ سے ان کے محترم ناسخ سیفی صاحب سے مراسم قائم ہو گئے جو آج تک برقرار ہے۔ ملتان سے جب میں واپس لائلپور حال فیصل آباد آگیا تو مجھے قبلہ ناسخ سیفی کے قریب رہنے کے بے شمار مواقع میسر آئے آپ کے بڑے صاحبزادے عتیق الرحمٰن کے ساتھ میری دوستی ہو گئی جو آج تک اللہ کے فضل و کرم سے قائم ہے ان کی دوستی کی بدولت مجھے محترم ناسخ سیفی صاحب کے کنبہ کا ایک فرد سمجھا جانے لگا اور ان کے عزیز و اقارب مجھے قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے آپ کی حب الوطنی پر ناز کیا جا سکتا ہے آپ کٹر مسلم لیگی تھے آپ نے تحریک پاکستان کے دوران جو نمایاں خدمات انجام دیں اس بناء پر آپ کو تحریک پاکستان کا مجاہد قرار دیا جا سکتا ہے موجودہ حکومت نے مجلس شوریٰ کے قیام سے قبل ضلعی ڈپٹی کمشنروں سے جب پرانے مسلم لیگیوں کی فہرستیں طلب کیں تو ان فہرستوں میں آپ کا نام آپ کی خدمات کا ذکر نمایاں طور پر درج تھا۔ فیلڈ مارشل صدر محمد ایوب خان کے ساتھ آپ کے اچھے مراسم تھے۔ ایوبی دور میں آپ جرگہ کے ممبر بھی مقرر ہوئے جو کہ بہت بڑا اعزاز تھا آپ نے متعدد مقدمات کے مستحسن فیصلے کیے آپ نے صحافتی میدان میں جو خدمات انجام دیں ان کا ذکر ایک دو کالموں میں تو نہیں کیا جا سکتا۔ بقول ان کے بیٹے شفیق الرحمٰن سیفی، سیفی صاحب کی زندگی کے بارے صرف کوائف جمع کرنے کے لیے کم از کم سال دو سال کا عرصہ درکار ہے آپ کا شمار

Marfat.com

ملک کے چیدہ چیدہ صحافیوں میں ہوتا تھا۔ آپ نے جس صاف ستھری صحافت کو فروغ دیا اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی آپ اگرچہ سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے تاہم آپ خوش مزاج بھی تھے۔ آپ نے ہر کسی کو ہمیشہ راہِ ہدایت پر چلنے کی تلقین کی اور خود بھی یہی راہ اختیار کی۔ آپ ہمیشہ سچ بولنے والوں کی حمایت کرتے قریباً دو سال قبل صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب جب فیصل آباد تشریف لائے سرکٹ ہاؤس میں ان کی پریس کانفرنس کے دوران جب میں نے بعض افراد کی ناپسندیدہ سرگرمیوں کی نشاندہی کی تو آپ نے اسے حق گوئی قرار دیا اور میرا حوصلہ بڑھایا اس موقع پر سیّد محمد وکیل جیلانی ایڈیٹر روزنامہ پیغام نے میری حق گوئی کی جس انداز سے تائید کی وہ بھی اپنی جگہ بے مثال صاف گوئی تھی۔

قبلہ ناسخ سیفی صاحب کی مجھ سے شفقت و محبت اور ان کی نیک کاموں سے لگن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ میرے بیٹے نعیم رؤف نے امسال ماہ فروری میں جب قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا تو میں نے اس موقع پر دعائے خیر کے لیے تقریب منعقد کی۔ میں نے احباب کو دعوت دی مگر قبلہ ناسخ سیفی صاحب کو مدعو نہ کیا کیونکہ وہ صاحبِ فراش تھے اور اس قابل نہ تھے کہ وہ سفر کر سکیں مگر میری اور تقریب میں دیگر شرکاء کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ قبلہ ناسخ سیفی کی کار وہاں آکر رکی اور وہ اس کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے بیٹے شفیق الرحمن سیفی جو کار چلا رہے تھے انہوں نے بتایا کہ انہیں جب پتہ چلا کہ آپ کے بیٹے نے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا ہے اور آج اس سلسلہ میں یہاں تقریب ہے تو فرمانے لگے مجھے بھی وہاں لے چلو جس پر میں لے آیا ہوں۔ میرے لیے بڑی خوشی اور فخر کی بات تھی انہوں نے میرے بیٹے نعیم رؤف کو اپنے پاس بلایا اور سینے سے لگا کر پیار کیا اور دعائے خیر کی اور بڑی محبت کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے مٹھائی کا ڈبہ عطا

Marfat.com

فرمایا۔ آپ کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ مٹھائی کا ڈبہ نہ اٹھا سکے میں نے اور شفیق صاحب نے ان کے ہاتھوں کے نیچے اپنے ہاتھ دے کر ڈبے کو اوپر اٹھایا جسے اوپر سے بچے نے اٹھا لیا آپ اس قابل نہ تھے کہ انہیں کار سے اتارا جاتا چنانچہ آپ کار میں چند منٹ وہاں گزارنے کے بعد واپس آ گئے۔ تقریب مذکور کے بعد میں ان کی تیمارداری کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت ان کے پاس ان کا بیٹا توفیق الرحمٰن سیفی بیٹھا ہوا تھا آپ میرے ساتھ شہری مسائل اور اخباری دنیا کے بارے میں باتیں کرتے رہے آپ اس عالم میں ملکی اور ملّی مسائل کے بارے انتہائی متفکر تھے۔ آپ نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ میری بڑی خواہش تھی کہ میں سعادت کی تاریخ پر ایک ضخیم نمبر نکالتا۔ میں نے ذہنی تیاری کر لی تھی لیکن اب اندازہ ہو رہا ہے کہ شاید میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ مجھے فرمانے لگے کہ اگر میں نہ بھی ہوا تو نمبر ضرور نکالنا اور شفیق کو یاد دلانا۔ مجھے فرمانے لگے کہ دوبارہ کب آؤ گے۔ میں نے کہا۔ انشاء اللہ آتا جاتا رہوں گا۔ فرمانے لگے جلدی آنا تاخیر نہ کرنا۔ کچھ ناموافق حالات کی بناء پر میں دوبارہ جلد نہ جا سکا۔ تاہم چند روز بعد جب گیا تو پتہ چلا کہ ان پر ابھی مجھ سے دو گھنٹے پہلے پھر فالج کا حملہ ہوا ہے وہ بے ہوش پڑے تھے۔ اگلے روز دفتر تجارتی رہبر میں ان کے بیٹے توفیق الرحمٰن سیفی نے میری موجودگی میں اپنے ماموں جان محترم اختر سدیدی صاحب کو بتایا کہ ابا جی نے قریشی صاحب کو یاد کیا تھا۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ دیکھو قریشی نہیں آیا۔ یہ سن کر میں رو دیا۔ آپ کو جب ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا تو اس دوران ان کی خدمت میں مجھے بھی چند روز حاضر رہنے کا موقعہ ملا۔ میری قیادت میں مجلس تعمیر پاکستان کے اراکین نے انسانی جذبہ ہمدردی کے تحت جس رضاکارانہ دیکھ بھال کا مظاہرہ کیا وہ اپنی جگہ ایک مثال ہے۔ ان دنوں سیفی صاحب مسلسل بے ہوش

Marfat.com

رہے مگر جب ان کے پاس مجلس کے اراکین میں سے یا کوئی دوسرا شخص تلاوت قرآنِ پاک کرتا تو آپ اس عالم میں بھی اس طرف گردن موڑ لیتے اور بغور سنتے نظر آتے آپ حقیقت میں صحیح مسلمان اور عاشقِ رسولؐ تھے۔ آپ نمازی ہونے کے علاوہ تہجد گزار بھی تھے۔ آپ اتنی اہم شخصیت ہونے کے باوجود انتہائی عجز و انکساری میں رہتے اور دوسروں سے محبت و اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ واقعی آپ مجسمۂ شرافت تھے۔

فیصل آباد کے معروف قلم کار محمد علی ماہی ناسخ سیفیؒ کو بندۂ خدا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت امام بخش ناسخ سیفی کو گردشِ دوراں نے ۷ جولائی ۱۹۸۴ء کو ہم سے جدا کر دیا مگر وہ فنا نہیں ہوتے صرف آنکھ سے غائب ہوتے ہیں ان کی شبِ خاموشی ہنگامۂ فردا کا مقدمہ ہے وہ گدائے میکدۂ محمدی تھے اس لیے ان کی شانِ بے نیازی بھی نیازمندی کی مظہر تھی وہ مردِ درویش زندگی بھر ایک سیاسی مشن اور ایک ہی مسلکِ حقہ کے لیے جہادِ قلم کرتا رہا۔ میں نے مرحوم کی پہلی برسی کے موقع پر اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ "یہ حقیقت ہے کہ جو کام ۱۹۴۷ء سے ٹھیک تین سال قبل حضرت قائد اعظم نے حمید نظامی مرحوم سے حکماً کروایا۔ ناسخ سیفی نے وہی کام قراردادِ پاکستان کی منظوری سے ٹھیک تین سال قبل رضاکارانہ طور پر کر دکھایا"۔ میری مراد "سعادت" کا مسلم لیگ کے آرگن کی حیثیت سے اجرا ہے سیفی صاحب اس اخبار کے مالک و مدیر تھے وہ اپنے اس مؤقر جریدہ کے ذریعے تا زیست مسلم لیگ، تحریک پاکستان، نظریۂ پاکستان، تعمیر پاکستان اور جماعت اہل سنت والجماعت کے مفادات کے تحفظ کے لیے مصروفِ جہاد رہے۔

انہوں نے ساری زندگی سیاسی جماعت بدلی نہ دینی۔ گویا وہ اپنے عمل سے

Marfat.com

یہ اعلان کرتے رہے کہ میرا سر وہاں جھکا ہے جہاں ختم بندگی ہے ان کے پاس محبت پاکستان اور عشق رسولؐ کا عظیم سرمایہ تھا وہ ہمیشہ توشۂ آخرت کے لیے کمربستہ رہے اس نفیر کو ان سے قُرب مکانی و زمانی دونوں حاصل رہے وہ فی الواقع موجودہ فیصل آباد اور سرگودہا ڈویژن میں علاقائی صحافت کے امام اور مسلم لیگ کے مبلغ تھے ان کے قلم سے صرف مسلم لیگ ہی متعارف نہیں ہوئی۔ کمالیہ کا قدیم شہر اور ان کا آبائی مردم خیز خطّہ بھی برصغیر میں متعارف ہوا۔

فیصل آباد میں سب آفس مشرق کے دفتر واقع کچہری بازار اور روزنامہ سعادت کے دفتر کی سیڑھیاں مشترکہ تھیں اس وقت مشرق کا نمائندہ مَیں تھا سعادت کا دفتر ایک ہی کمرہ پر مشتمل تھا

سیفی صاحب کی میز کرسی مینجر کرم (CUM) اکاونٹنٹ کی میز کرسی اور کتابت کا عملہ اسی ایک کمرہ میں کام کرتے۔ سردی ہو یا گرمی برسات کا موسم ہو یا آندھیاں چلیں۔ سعادت کی روٹین میں کوئی فرق نہیں پڑا مسلم لیگ اور جمیعت العلمائے پاکستان کے اکابرین کے علاوہ شہر کے معززین بھی اس دفتر میں حاضری دیتے۔ فیصل آباد کے ابتدائی دور کے چار روزناموں کے مدیر و مالک ناسخ سیفی خلیق قریشی (عوام) چوہدری ریاست علی آزاد (غریب) اور چوہدری شاہ محمد عزیز (ڈیلی بزنس) چہار درویش کے نام سے مشہور تھے ان چاروں مدیران جرائد کے باہمی تعلقات کی نوعیت کچھ اس طرح تھی کہ چاروں اخبارات کے امور داخلہ الگ الگ مگر امور خارجہ کا شعبہ مشترکہ تھا ان چاروں صحافیوں کے یہ تعلقات تادمِ زیست قائم رہے یہ ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔

ے موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

انہوں نے ایسے وقت میں روزنامہ سعادت کے نام سے فیصل آباد سے اخبار نکالا

Marfat.com

جب کہ اخبار چلانے کے وسائل عنقا تھے ۔اس کے بعد چار اور پھر درجن بھر روزنامے یہاں سے شائع ہونے لگے

مختصر یہ کہ فیصل آباد اور سرگودہا ڈویژن کے علاقائی اخبارات کے ناسخ سیفی ہی مسلمہ امام صحافت تھے وہ فرض شناسی کے پیکر جمیل تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب جمیعت المشائخ کے صدر حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کا حادثاتی طور پہ اچانک وصال ہوا تو ان دنوں ڈاکٹری مشورہ کے تحت سیفی صاحب گھر پہ آرام فرمایا کرتے تھے مگر گھر پہ رہتے ہوئے بھی وہ اپنے فرائض منصبی کا پورا احساس رکھتے تھے گھر سے بار بار مجھے فون کر کے ریڈیو کے تمام نیوز بلیٹن غور سے سننا اور نوٹس لے لینا۔ بعض جگہ سے وہ خود بھی ٹیلی فون پر حاصل کردہ معلومات رات گئے تک فراہم کرتے رہے حتیٰ کہ راقم کو وصال کی اس اہم خبر کی سرخیاں بھی گھر سے ٹیلی فون پر انہوں نے خود لکھوائیں۔ اسی طرح پی آئی اے کا ہوائی جہاز جو کراچی سے پشاور آتے ہوئے میانوالی کے قریب سے اغوا کر کے افغانستان میں اتار لیا گیا تھا۔ سیفی صاحب اس خبر کی اہمیت کے پیش نظر گھر سے ہی مجھے گائڈ لائن دیتے رہے۔ اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے اخبار میں شائع ہونیوالی خبروں اور مواد سے متعلق کس قدر حساس اور ذمہ دار تھے ایک دفعہ عالم تنہائی میں سیفی صاحب کو میں نے یہ کہہ ہی دیا کہ آپ کا اخبار جمیعت العلماء پاکستان کے ترجمان کی حیثیت سے فل کوریج دیتا ہے آپ کم از کم جمیعت کے اکابرین سے اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لیے کیوں نہیں کہتے جواباً کہا کہ اس بارے میں کسی کو آج تک کہا ہے نہ میں آئندہ کہوں گا۔ میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں یہ ان کا کام ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کریں۔ یہ ہے قناعت کا اعلیٰ درجہ

Marfat.com

کا نمونہ کھانے پینے اور لباس میں بھی انتہائی سادگی اپنا تے رکھی جس میں تصنع بناوٹ اور تکلّف کا شائبہ تک نہ تھا۔ سیفی مرحوم ایک پرکشش شخصیت کے مالک تھے پختہ مردانہ قد سفید شنگرفی رنگ، سفید گھنی داڑھی، چمکدار آنکھیں سوز دروں سے متانی مدبرانہ پیشانی، ابرو کمانی، رُخ زیبا روحانی، چال میں ٹھہراؤ، وضع قطع میں رکھ رکھاؤ، قلم میں زوردار میٹھی کاٹ رکھتے تھے آپ کی صحافتی قومی وملّی اور دینی خدمات کا احاطہ کرنا مشکل ہے آپ نے تعمیر ملک وملت کے لیے اپنے قلم اور اخبار کو تمام عمر وقف رکھا۔ آپ تحریک پاکستان کے ہراول دستہ کے ایک فعال سپاہی تھے۔

۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناح ؒ نے پہلی مرتبہ مسلمانانِ ہند نے مسلم لیگ میں شامل ہوتے کی اپیل کی۔ برصغیر کے مسلمانوں نے بھی صدقِ دل سے نکلی ہوئی اس اپیل پر لبیک کہی اور مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ۲۳ رمارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں تاریخی قرارداد پاکستان منظور ہوئی اس اعتبار سے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کے دس سالہ دور کو تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے عروج کا دور کہا جا سکتا ہے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا مقابلہ انگریز حکومت، ہندو کانگرس یونینسٹ پارٹی، نیشنلسٹ علماء کرام اور خدائی خدمت گاروں کے گروہ سے تھا وہ سب قیام پاکستان کے خلاف ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے تھے قائداعظم کی قیادت میں تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی ضرورت تھی۔ وقت کی اس اہم ضرورت کو دیکھتے ہوتے ناسخ سیفی نے اس اہم قومی فریضہ کی ادائیگی کا بیڑا اٹھایا نامساعد حالات اور مخالفت کے طوفان کے باوجود عزم واداوہ کے پختہ اس مجاہد صحافت نے اپنی زندگی میں قیام پاکستان کا یہ تاریخی معجزہ نہ صرف دیکھ لیا بلکہ آزادی کی نعمت کے اثمارِ شیریں بھی چکھ لیے۔

Marfat.com

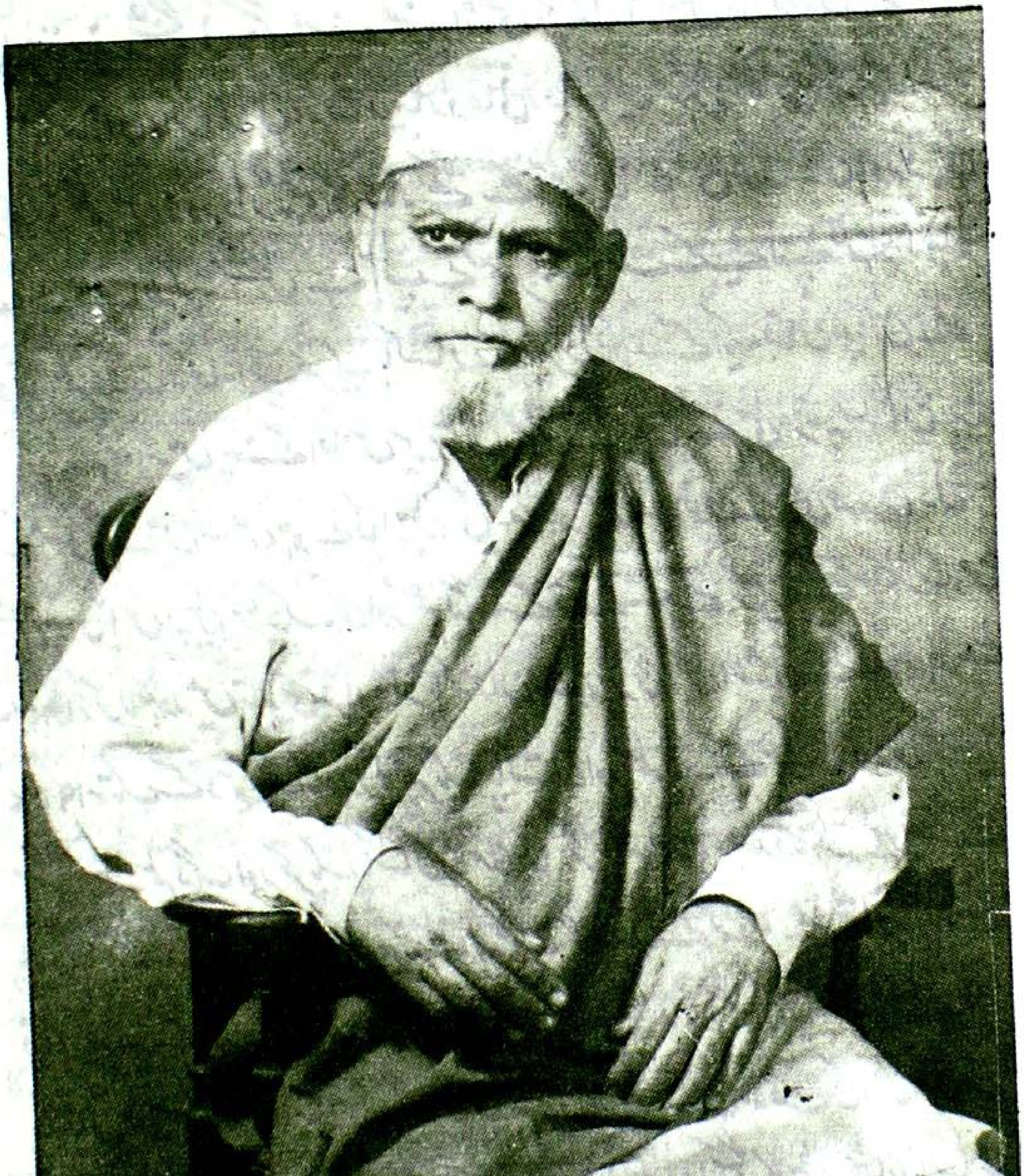

الحاج امام بخش ناسخ سیفی رح

Marfat.com

شخصیت و کردار

ناسخ سیفی مرحوم کی شخصیت و کردار کے بارے میں گذشتہ سطور میں سیر حاصل بحث کی جا چکی ہے مگر بعض پہلو ایسے ہیں جن کی نشاندہی از بس ضروری ہے جب سے مرحوم نے ہوش سنبھالی تب سے مرتے دم تک انہوں نے ایک مرتبہ جس کسی سے بھی رشتہ چاہ و محبت یا اخوت و دوستی پیدا کیا پھر اسے توڑا نہیں وہ اکثر اوقات اپنے نظریات اور افکار کے مخالف عناصر سے بھی انسانی اور معاشرتی رکھ رکھاؤ کے ساتھ پیش آتے اور نجی گفتگو میں سیاسی اختلافات اور مذہبی بُعد کو تعلقات میں باہمی آویزش کا ذریعہ نہ بننے دیتے تھے انہوں نے زندگی بھر جن کی حمایت مدد یا استعانت کی ان سے ستم سہے چرکے کھائے مگر اس کے باوجود دوستانہ روابط کا انقطاع کبھی بھی گوارا نہ کیا۔ اُن کے دوست قربت اور رفاقت کی اس منزل تک آ پہنچے ہوتے تھے کہ اکثر سگے بھائیوں کا سا گمان ہونے لگتا تھا۔

مرحوم سیفی صاحب نے قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو پاکستان بننے سے قبل اور بعد بھی ایک سے زیادہ خطوط لکھے جن کا ریکارڈ امتدادِ زمانہ کی بدولت ان کے نجی کاغذات میں اب محفوظ نہیں رہا۔ خان لیاقت علی خان کو بھی انہوں نے فدایانی

Marfat.com

فتنے کی سازشوں سے خبردار کیا اور ایک جماعتی آمریت کے مطلق العنانہ نظامِ حکومت کے خطرناک نتائج و عواقب سے بھی بار بار آگاہ کیا یہی نہیں کشمیر کی جنگ کو جہاد تسلیم نہ کرنے والے خارجی گروہ اور جماعت اسلامی کے بانی مودودی کے فتوے کے تار و پود بکھرتے ہوئے انہوں نے قوم کے اتحاد و یکجہتی میں رخنہ اندازی کرنے والے منافقین کا مسکت انداز سے جواب دیا روزنامہ سعادت کے فائل اگست ۱۹۴۷ء سے لے کر مارچ ۱۹۵۳ء تک ایسے اداریتی کالموں مضامین اور مثبت مواد سے بھرے پڑے ہیں جن میں سچے عاشق رسول ؐ اور محبّ اہلِ بیت عظام اور ائمہ طاہرین ناسخ سیفی نے ہر حکومت کو صراطِ مستقیم سجھائی۔

جب ۱۹۵۸ء میں (مرحوم) سابق صدر فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان نے اعظم خان کے بعد دوسرا مارشل لاء ملک گیر سطح پہ نافذ کیا تو سیفی صاحب نے پاکستان کے اس نئے فوجی حکمران کو نظریۂ پاکستان اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی شورائی تصورات سے کما حقہٗ آگاہ کیا اور سعادت کے اداریتی کالموں کے علاوہ ذاتی خطوط کے ذریعے بھی بعض اہم قومی و ملکی امور کی جانب توجہ دلائی۔ جب مرحوم ایوب خان نے کنونشن مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی تو سیفی صاحب نے انہیں منافقین کے ٹولے سے خبردار رہنے کی تلقین کی مگر ایوب خان تک سیفی صاحب کے اکثر خطوط بیورو کریسی کے مخصوص مفادات نے پہنچنے ہی نہ دیئے جس کا اعتراف مرحوم سابق صدر فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان نے از خود سیفی صاحب سے کیا تھا۔

سابق صدر ایوب خان فیصل آباد (یعنی اس وقت کے لائل پور) میں جب بھی گئے سیفی صاحب سے ان کی ملاقات ایک طے شدہ بات تھی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں بھی سیفی صاحب کا قلم ایک تلوار بن چکا تھا انہوں نے دو قومی

Marfat.com

نظریئے کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے پاک بھارت جنگ میں پاک فوج کے جیالوں کا خون گرمانے والے اداریئے رقم کیے اور بار بار انگریز اور ہندو کی سیاست اور سازشی مکّارانہ کردار کی وضاحت کی۔

جب جنگ بندی کے بعد اعلان تاشقند کے خلاف سابق وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ایوب خان کے خلاف تحریک چلائی تو ناسخ سیفی واحد اخبار نویس تھے جنہوں نے ملک اور قوم کے منافی اسے امریکی سی آئی اے اور بھارت کی سوچی سمجھی سازش قرار دیتے ہوتے ایوب خان کی زبردست حمایت کی تھی کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ اگر ایوب خان کو بھارت نواز بنگالیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مغربی پاکستان کے سابق کانگریسیوں نے بھٹو کی مدد سے ایک بار اقتدار سے ہٹا دیا تو پھر یہ ملک کبھی متحد نہیں رہ سکے گا چنانچہ جب گول میز کانفرنس کی ناکامی کے بعد سابق صدر یحییٰ خان برسر اقتدار آئے تو انہوں نے بارہا اپنے اس تصور کو دہرایا تھا کہ نفاذ اسلام سے پہلے اگر انتخابات کرائے گئے تو علیحدگی پسند تو نہیں کامیاب ہوں گی اور ملک کا اتحاد برقرار رکھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو کے رہ جائے گا مگر یحییٰ خان نے اپنی من مانی کی اور بھٹو کے ساتھ سودے بازی یا ملی بھگت کر کے بنگال کے خلاف محاذ آرائی کو اپنی پالیسی کا محوری نکتہ بنا لیا بنتیجتہً ملک دولخت ہو گیا۔

جب یحییٰ خان فوجی اور شکست فاش سے بھارت کے ہاتھوں دوچار ہو کر رخصت ہوتے تو سیفی صاحب نے ان کے جانشین مسٹر بھٹو کو بھی نظریہ پاکستان کے استحکام کی خاطر ناگزیر اقدامات اٹھانے کے لیے متوجہ کیا لیکن ان کے گرد بھی قادیانی اور کمیونسٹ تھے جنہوں نے بیوروکریسی سے گٹھ جوڑ کر رکھا تھا اور مسٹر بھٹو پر ایسا جادو کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے حریف کو آئین اور خواہش و اشارۂ ابرو کو قانون

Marfat.com

مملکت خیال کرنے لگے تھے چنانچہ انہوں نے اس سچے عاشقِ رسول اور محبِّ قوم و وطن کی تجاویز پر کان نہ دھرے، اور آخر کار وہ وقت بھی آن پہنچا جب پوری قوم کے تمام طبقات کے پیر و جواں اور مرد و زن اٹھ کھڑے ہوئے ان کی دھاندلی اور بدعنوانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک نظامِ مصطفیٰ مارچ ۱۹۷۷ کو چلی جس کے نتیجے میں مردِ مومن اور مردِ حق اور پیکرِ حریت جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلام پسند قوتوں کی حمایت میں مسٹر بھٹو کو اقتدار سے برطرف کر دیا اس طرح ایک عوامی قومی اسلامی انقلاب اپنے دوسرے مرحلے میں کامیابی سے داخل ہوا اور جنرل محمد ضیاء الحق نے نفاذِ اسلام کے ساتھ محاسبے کا عمل شروع کیا۔ مرحوم ناسخ سیفی نے صدر ضیاء الحق کو بذریعہ خطوط اور بالمشافہ ملاقاتوں کے علاوہ اپنے اداریوں کے ذریعے بھی ان کے ہر اقدام فیصلے اور ضابطے یا قانون کے بارے دو قومی نظریہ کی روح کے عکاس و مظہر نادر مشورے پیش کیے جن میں سے اکثر انہوں نے جلد یا بدیر قبول بھی کیے اگر ۵ جولائی ۱۹۷۷ سے لے کر ۷ جولائی ۱۹۸۴ تک ان کے اداریئے دیکھے جائیں تو حقیقتِ حال کھل کر قوم کے سامنے آ سکتی ہے۔ سیفی صاحب نے اپنا آخری اداریہ اکتوبر ۱۹۸۳ میں لکھا تھا اگرچہ بعد ازیں وہ اکثر زبانی اداریئے بھی لکھواتے رہے جو کہ مقصدیت سے اُن کی بھر پور لگن اور نظریاتی کردار کی پختگی اور ذمہ دارانہ شخصیت کا وصف شعاری اور فرض شناسی کا ثبوت ہے۔ سابق وائس چیف آف آرمی سٹاف جنرل خالد محمود عارف کی وساطت سے ان کی جو اہم ترین ملاقات صدر جنرل محمد ضیاء الحق سے ہونے والی تھی وہ تقریباً ایک دو روز بعد وقوع پذیر ہونے والی ہی تھی کہ مرحوم کو میکلوڈ روڈ لاہور مخدوم چیمبر والے دفتر سعادت لاہور میں اچانک دل کا سخت ترین دورہ پڑا اور وہ ایسے صاحبِ فراش ہوتے کہ پھر ان کی طبیعت کی ناسازگاری

Marfat.com

بڑھتی ہی چلی گئی اور اگر قدرے وہ سنبھلے بھی تو معاملات بہت زیادہ آگے نکل چکے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ ملک افغان تارکین وطن اور ایرانی گوریلوں کی دسیسہ کاریوں کے باوصف عالمی سازشی سیاست میں گھر چکا تھا۔ اس لیے صدر ضیاء الحق کے پاس بھی فرصت ارزانی نہ ہو سکی۔ اور نا سخ سیفی بالمشافہ ملک و قوم کے مفاد میں جو مشورے انہیں دینا چاہتے تھے وہ نہ دے سکے یہی وجہ ہے کہ ملک میں بعد ازاں داخلی تخریب کاری اور فرقہ وارانہ کشیدگی اور دہشت گردی کے حوالے سے جو کچھ بھی وقوع پذیر ہوا اس کی قبل از وقت مناسب پیش بندی نہ کی جا سکی تھی۔ مرحوم سیفی صاحب نے کبھی کسی عہدے مرتبے یا انعام کی لالچ نہیں کی تھی وہ اپنے فقر پر ہمیشہ قانع و مفتخر رہے اور کبھی کسی بھی قومی مسئلے پر انہوں نے اپنی رائے کے اظہار سے غفلت نہ کی تھی انہوں نے جو سچ سمجھا برملا کہا اور لکھا اور اس بات کی پرواہ نہ کی کہ اس سے ان کی ذات کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے وہ مومنوں کے بارے میں ظنِ خیر کی آخری حدود تک جاتے والے خدا ترس انسان تھے۔ انہوں نے تحریک قیام پاکستان کی تاریخ سعادت کے ریکارڈ اور اپنی یادداشتوں کے حوالے سے مرتب کرنے کے علاوہ ساندل بار کی عظیم مردم خیز دھرتی کی تاریخ بھی الگ مرتب کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور ماہنامہ اسطبیر کے اجراء اہمیت وہ اپنے رشحات قلم منظر عام پر لانے سے عملاً قاصر رہے خدا اور رسولِ کریم ﷺ کے باغیوں اور دو قومی نظریہ قائد اعظم محمد علی جناح مسلم لیگ صحابہ اور اولیائے کرام کے دشمنوں گستاخوں اور مخالفین کے علاوہ ان کا کوئی مخالف ایسا نہیں تھا جس کے ساتھ وہ خندہ پیشانی سے پیش آنے سے کبھی گریزاں رہے ہوں حمید نظامی مرحوم اور مولانا ظفر علی خان مرحوم بھی ان سے اکثر امور پر مشورے لیتے

Marfat.com

رہے تھے۔ انہوں نے مرحومہ محترمہ فاطمہ جناح کو ایوب خان کا صدارتی انتخاب میں مقابلہ کرنے کی بجائے مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کا مشورہ دیا تھا جو کہ قادیانی اور کمیونسٹ عناصر نے فاطمہ جناح کو قبول نہ کرنے دیا۔

مرحوم ناسخ سیفی پُرانے مسلم لیگیوں کو ساتھ لے کر تحریکِ سنیت اور نفاذِ نظامِ مصطفےٰ کی جدوجہد میں آگے نکلنا اپنا واحد نصب العین اور مقصدِ حیات قرار دیتے تھے مگر حالات کی سازگاریوں اور وسائل کی قلت کے علاوہ اپنوں کی چیرہ دستیاں اور بیگانوں کی دسیسہ کاریاں اور اسلام دشمنوں کی سازشیں ہمیشہ ہی ان کے آڑے آتی رہیں اور یوں وہ اپنے خوابوں کے مکمل تعبیر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے اگرچہ وہ اپنے مقاصد کی صداقت اور سربلندی سے کبھی مایوس نہ ہوئے اور مسلسل جدوجہد پر یقین رکھنے والے عظیم مجاہد تھے اور فی الحقیقت ایک نظریاتی انسان کی یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت قائدِ اعظم محمدؒ علی جناح کا پیغام

نوجوانانِ ہند کے نام

مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہفتہ وار "سعادت" لائل پور صوبہ مسلم نیشنل گارڈ پنجاب کی زیرِ نگرانی ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے۔ جو کہ صوبہ مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے لیے وقف ہوگا۔ ہندی مسلمانوں کو اب معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ پاکستان ہماری اپنی طاقت سے حاصل ہوگا۔ اور وہ طاقت ہمارا اتحاد و تنظیم۔ ڈسپلن اور کیریکٹر ہے۔ اِن خصائل کی نشوونما اور حصول کسی قوم کو صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔ کوئی قوم اُس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتی۔ یا اپنی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔ جب تک اُس کی تنظیم میں انتشار ہو۔ اس کا ڈسپلن کمزور اور اس کے عوام پست ہمت ہوں۔ لگاتار محنت و قربانی کے لیے آمادگی کے بغیر ہم آج کی زندگی اور موت کی جدوجہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ایک مضبوط تنظیم اور ڈسپلن کے بغیر ہماری قوتِ مدافعت کسی وقت ختم ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہوا۔ تو اِس برِاعظم میں دس کروڑ مسلمانوں کے لیے اُمید کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کو اب وقت کی نزاکت کا احساس ہو چکا ہے۔ پُورا وثوق ہے۔ کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی۔ اور ہم پاکستان حاصل کریں گے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے پیدائشی حقِ خود ارادیت اور آزاد وجود سے ہمیں محروم کرنے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میں ایک بار پھر تمام مُسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور ہر مُشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابلِ فخر روایات اور اسلام کے بنیادی اصُول ہمیں غیر مُلکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور ہماری آزادی حقیقی طور پر قیام پاکستان میں ہے۔ آزادی کے معنی ایک عظیم ذمہ داری کو سنبھالنے کے لیے میں ہندوستان کے مُسلم نوجوانوں کو خاص طور پر دعوت دیتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ وہ یقین کامل اور شجاعت سے آگے بڑھیں۔ اور اپنی ذمہ داری کے اہل بنیں۔

مُسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم سارے ہندوستان میں کام کر رہی ہے۔ لیکن اس کے استحکام اور یک جہتی کی مزید ضرورت ہے۔ تاکہ ہم اپنے گھر اپنی عزت و دولت اور اپنی زندگی حفاظت اور انسانوں کی خدمت کر سکیں۔ اور انہیں خاص مقاصد کے لیے اس تنظیم کی ابتدا کی گئی تھی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مُسلمان نوجوان، اور خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہیں۔ مُسلم نیشنل گارڈ کے تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں۔ تاکہ ہم زیرِ سایۂ عزت اور امن کی زندگی بسر کرنے کے لیے اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ تمہارا ماٹو اتحاد۔ یقین اور ڈسپلن ہے۔

میری تمنا ہے۔ کہ "سعادت" کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈ کی کوشش بار آور ہو۔ اور مجھے اُمید ہے۔ کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے۔ اور اُسے بہت جلد حاصل کر کے اُس کی تعمیر کریں گے۔ (انگریزی سے ترجمہ)

سعادت مسلم لیگ نیشنل گارڈ نمبر ۲۲ جون ۱۹۴۵ء

سعادت پبلیکیشنز
لاہور۔ فیصل آباد

Marfat.com

حضرت قائدِ اعظم محمّد علی جناح کا پیغام

نوجوانانِ ہند کے نام

مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہفتہ وار "سعادت" لائل پور صوبہ مسلم نیشنل گارڈ پنجاب کی زیرِ نگرانی ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے۔ جو کہ صوبہ مسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم کے لیے وقف ہوگا۔ ہندی مسلمانوں کو اب معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ پاکستان ہماری اپنی طاقت سے حاصل ہوگا۔ اور وہ طاقت ہمارا اتحاد و تنظیم۔ ڈسپلن اور کیریکٹر ہے۔ اِن خصائل کی نشوونما اور حصول کسی قوم کو صحت مند اور مضبوط بناتا ہے۔ کوئی قوم اُس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتی۔ یا اپنی زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔ جب تک اُس کی تنظیم میں اِنتشار ہو۔ اُس کا ڈسپلن کمزور اور اس کے عوام پست ہمت ہوں۔ لگاتار محنت در قربانی کے لیے آمادگی کے بغیر ہم آج کی زندگی اور موت کی جدوجہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔ ایک مضبوط تنظیم اور ڈسپلن کے بغیر ہماری قوتِ مدافعت کسی وقت ختم ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہوا۔ تو اِس برِ اعظم میں دس کروڑ مسلمانوں کے لیے اُمید کی کوئی کرن باقی نہیں رہ جاتی۔ اللہ کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کو اب وقت کی نزاکت کا احساس ہو چکا ہے۔ پُورا وثوق ہے۔ کہ انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی۔ اور ہم پاکستان حاصل کریں گے۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے پیدائشی حق خود ارادیت اور آزاد وجود سے ہمیں محروم کرنے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں۔ میں ایک بار پھر تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابلِ فخر روایات اور اسلام کے بنیادی اصُول ہمیں غیر مُلکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور ہماری آزادی حقیقی طور پر قیامِ پاکستان میں ہے۔ آزادی کے معنی ایک عظیم ذمہ داری کو سنبھالنے کے لیے میں ہندوستان کے مُسلم نوجوانوں کو خاص طور پر دعوت دیتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ وہ یقین کامل اور شجاعت سے آگے بڑھیں۔ اور اپنی ذمہ داری کے اہل بنیں۔

مُسلم نیشنل گارڈ کی تنظیم سارے ہندوستان میں کام کر رہی ہے۔ لیکن اِس کے استحکام اور یک جہتی کی مزید ضرورت ہے۔ تاکہ ہم اپنے گھر اپنی عزت و دولت اور اپنی زندگی حفاظت اور انسانوں کی خدمت کر سکیں۔ اور انہیں خاص مقاصد کے لیے اِس تنظیم کی ابتدا کی گئی تھی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مُسلمان نوجوان، در خصوصاً پنجاب کے نوجوان جو پاکستان کا بازوے شمشیر زن ہیں۔ مُسلم نیشنل گارڈ کے تنظیم کے جھنڈے کے گرد زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں۔ تاکہ ہم زیرِ اسماعِ عزت اور امن کی زندگی بسر کرنے کے لیے اپنے گھر کی حفاظت کر سکیں۔ اور تمام بنی نوعِ انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ تمہارا ماٹو اتحاد۔ یقین اور ڈسپلن ہے۔

میری تمنا ہے۔ کہ "سعادت" کا یہ نمبر اور صوبائی نیشنل گارڈ کی کوشش بار آور ہو۔ اور مجھے اُمید ہے۔ کہ ہم اپنے پاکیزہ نصب العین کی طرف گامزن رہیں گے۔ اور اُسے بہت جلد حاصل کر کے اُس کی تعمیر کریں گے۔ (انگریزی سے ترجمہ)

سعادت مسلم لیگ نیشنل گارڈ نمبر ۲۲ رجون ۱۹۴۵ء

سعادت پبلیکیشنز
لاہور۔ فیصل آباد

Marfat.com